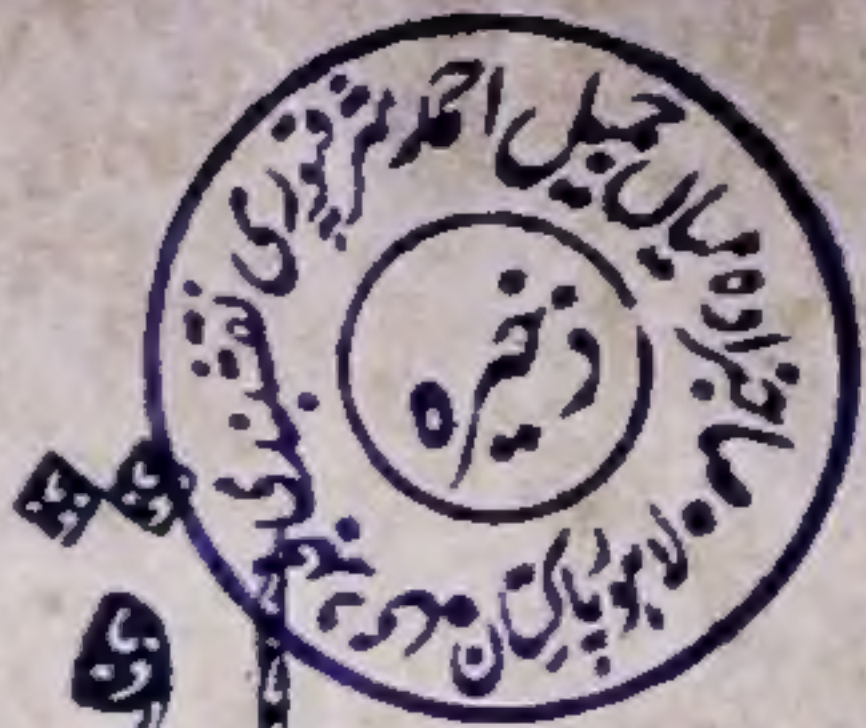


2253  
2



# عرفانیاتِ بانی

مجموعہ علامہ کبیر نظام

حضرت خواجہ محمد سید الباقی المعروف خواجہ بہار علی شاہ

تالیف و ترتیب

از

سید نظام الدین احمد کاظمی حیدر



# تقریظ کتاب از حضرت علامہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی مدظلہ

بسم الرحمن الرحیم

پروردگار جل شانہ و عظم احسانہ جناب سید نظام الدین احمد حیرت  
کاظمی را اجر و عنایت فرماید کہ ایشان اولاً با این فقیر سعیمہا کردند تا کلام  
حضرت خواجہ قدس سرہ را از نسخہ ہائے متعددہ جمع نمودند و باز آن را بہ سعی زیاد  
جلیلہ طباعت آراستہ کردہ بدیہ ارباب قلوب و اہل صفاسانند با این مجموعہ نفیسہ کہ  
زہر یک نقطہ اش چوں سنبل تر شمیم وصل جانان می زند سر  
عکس مکتوب گرامی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نیز شامل کردند این  
مکتوب شریف بدست مبارک خاص حضرت امام ربانی نوشتہ شدہ است کہ در  
دفتر اول مکتوبات قدسی آیات مکتوب دوصد و سیزدہم می باشد این مکتوب  
مبارک از آن نفس ذخائر طیبہ است کہ از آباء و اجداد کرام عالی مقام قدس  
اللہ انوارہم و رحمہم و رضی عنہم بہ این فقیر رسیدہ است و نزد وے  
محفوظ است و الحمد للہ الذی تم بنعمہ الصالحات و الصلوة والسلام علی  
حبیبہ السکائنات و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

زید ابو الحسن فاروقی مجددی

خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمہ چٹالی قریہ ہلی

۱۳۹۰  
پہا شنبہ ۸ صفر ۱۳۹۰

۱۵ اپریل ۱۹۷۱ء



ای عزیزان دیدہ ہاروشن کنید

بسمت جلتکم الامجد علیہ علیہ السلام  
والعقبین

فان انتہی ہر دفعی حل جزا آرا اہسان الا اہسان  
فی داند کہ احسان شمارا بکدام احسان مگافا نامہ  
انکہ در اہانت نیک ہماں سلامت ادرین رست  
باشد الحمد للہ سکانہ والہم کہ ایمنی فی فوہیت مینرا  
واہسان دیگر کہ لایق مگافانت موعظہ و تذکرہ  
اگر در موعظ قبول ہر دفعہ یہ نعتی است غایت و نجابت  
خلاصہ موعظ و زبدہ فصیح افلاطون و انبساط لاجل  
واما ب تشیع است تدین و تشیع مریض سلوک  
حق اہل سہرہ جماعت است کہ فرقہ نامہ است در مہ  
اسلامیہ بحالت نساہت ہن بردار آ  
حال است و مدح ایچ اشیاع آرا ایہا کتہ لایل عقلی  
و عقلی کشتی بر معنی حدیث کہ احتمال تلف نہاد  
اگر معلوم شود کہ شخصی برابر دانہ خردم از صراحت  
این بزرگواران جد الفاضل است صحبت لوہا سم قائل  
باید نہتہ و محالست اورا زہر اوی باید انکاش  
علانی باک از ہر فرقہ کہ باشد خصوص دین از ہر  
از صحبت اینہا نیز از ضرورت است این ہمہ فتنہ و فساد  
کہ در دین پیدا شدہ است از روی انجامہ است کہ ہر کس  
دنیوی آخرت را برابر دادہ اند اولئک الذین انکروا  
الضلالہ بالہدی فما یزکت تجارتہم و ما کانوا یحسدون  
البینین یعنی راستی دیگر کہ آسودن و فساد ہمال  
نسنہ است و دست از اغوی و اضلال کوتاه کرد

مکتوب شریف امام ربانی مجدد الف ثانی  
بنام شیخ فرید خجاری از دست مبارک ایشان  
این مکتوب شریف در جلد اول مکتوبات امام ربانی بہ غیر دو صد و بیست و شش مجلد است

شامل کتاب عرفانیات باقی



سید

سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی

نمبر ۳



# عرفانیات باقی

یعنی مجموعہ کلام معارف نظام حضرت خواجہ باقی بانہ

مع احوال کرامت منوال بزبان اردو از حضرت علامہ

شاہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی و بیان احوال بدایت و

نہایت حضرت خواجہ بزبان فارسی از "زبدۃ المقامات"

مترتب و ناشر

سید نظام الدین احمد کاظمی حیرت رام پوری

قیمت فی جلد چار روپے پچاس پیسے، محلہ پانچ پوے

مطبوعہ خواجہ برقی پریس جامع مسجد دہلی



# فہرست مندرجات کتاب

نمبر شمار	عنوانات	حوالہ صفحہ
۱	سیاس و تشکر	۳
۲	نذرِ تحسن	۴
۳	پیش لفظ	۵ تا ۶
۴	اعترافِ شخصیت	۷ تا ۱۰
۵	احوالِ کرامت منوال	۱۱ تا ۱۴
۶	رباعیات در مدح حضرت خواجہ باقی باللہ	۲۵-۲۶
۷	بیانِ احوالِ ہدایت و نہایت حضرت خواجہ	۲۷ تا ۶۲
۸	مثنوی قبل از زمانِ درویشی	۱۳۸ ابیات ۶۳ تا ۷۴
۹	مثنوی گنجِ فقر	۷۵ تا ۱۳۰
۱۰	سلسلہٴ پیرانِ طریقت	۲۲ ” ۱۳۱
۱۱	ساقی نامہ	۱۱۱ ۱۳۲ تا ۱۳۹
۱۲	تاریخ تولد خواجہ عبید اللہ و خواجہ محمد عبد اللہ	۹۵ ” ۱۳۹ تا ۱۴۵
۱۳	تاریخ تولد خواجہ محمد عبد اللہ	۸ ” ۱۴۶
۱۴	رباعیات سلسلہٴ الاحرار	۴۶ رباعیات ۱۴۷ تا ۱۵۸
۱۵	متفرقات ۳ رباعی و ۳ فرد	۱۶۱
	میزانِ کل اشعار مع اضافہٴ چار اشعار از زبدۃ المقامات ۱۲۰۰	
۱۶	مرثیہ و قطعہ تاریخ وفات حضرت خواجہ باقیؒ	۶۳ تا ۱۶۷
۱۷	قصیدہ مشتمل بر تاریخ وفات	۱۶۸
	ابتداء کتاب میں حضرت امام ربانی کی مقدس تحریر کا عکس اور آخر میں حضرت خواجہ باقیؒ کے	
	مزار فیض آثار کے قدیم و جدید دو نقشے بنظر تبرک شامل ہیں۔	
	خواجہ باقیؒ کی سچائی و صداقت و ان کی محفوظات	



# سپاس و شکر

اللہ جل شانہ و علم نوالہ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ  
مجھ ایسے بے بضاعت اور کم سواد کو عرفانیاتِ باقی کی ترتیبِ تدوین  
اور تصحیح و اشاعت کا شرف بخشا اور آج حضرت خواجہ باقی باللہ  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نادر و نایاب کلام کا یہ روح پرور اور  
دلنواز مجموعہ قارئینِ کرام کے پیش نظر ہے۔

اے خدا قربانِ احسانت شوم  
میری یہ کوشش ہرگز منظرِ عام پر نہ آئی اگر مخدوم  
مکرم فاضل یگانہ حضرت علامہ شاہ زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ  
العالی سجادہ نشین خاندانہ حضرت شاہ ابوالخیر کی رہنمائی اور  
دستگیری شاملِ حال نہ ہوتی۔ میں اس کرم فرمائی کے لئے  
حضرت شاہ صاحب موصوف کا بصیم قلب شکر گزار ہوں۔

کرم کردی الہی زندہ باشتی  
در اصل عرفانیاتِ باقی کی ترتیب و تدوین آپ ہی کے فیضِ صحبت  
اور شفقت و مرحمت کا ثمر ہے۔ ورنہ

علاجِ کار کجا و من خراب کجا

سپاس گزار  
حیرت کاظمی



# نذیرا مُستَحْسِن

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے بلند پایہ  
معارف پرور کلام کا نادر و نایاب مجموعہ جو ہندوستان میں  
پہلی بار عرفانیاتِ باقی کے نام سے یہ خاکسار پیش کر رہا ہے،  
بہ کمالِ خلوص و ادب نقیب الاولیاء جناب جگرزادہ محمد تحسن صاحب  
فاروقی سجادہ نشین خانقاہ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی  
و مدیر ماہنامہ آستانہ کے ملاحظہ میں ہدیۂ پیش کرتا ہے۔

بگیر این ہمہ سرمایہ بہار از من  
کہ گل بہ دست تو از شاخ تازہ تر ماند

عقیدت کیش

حیرت کاظمی



# پیش لفظ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مشہور اور اثر آفرین شعر ہے :-

می گذشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں

عالم آشوب نگاہی تمر را ہم بگرفت

در حقیقت اسی عالم آشوب نگاہ نے حضرت خواجہ کے قلب جگر کو سوز و گداز محبت

اور نور معرفت عطا کیا۔ یہی سوز و گداز محبت اور نور معرفت ہے جو حضرت کے کلام منظوم

میں درد و تاثیر اور عرفان و آگہی کی ایک دنیا سموئے ہوئے ہے۔

حضرت خواجہ باقی کا یہ مجموعہ کلام جو عرفانیات باقی کے نام سے پیش نظر ہے بلاشبہ صد ا

حقانیت عشق و محبت تصوف روحانیت علوم معانی سلاست بان و رحلا و بیان کا منظر اتم ہے

حقیر اقم الحروف کو حضرت خواجه کی جلالت قد اور محاسن کلام نے یہ اثر بخشا کہ حضرت کا کلام

بلاغت نظام آپ کی سیرت سوانح کے ساتھ شائع کیا جائے۔

شروع میں کلام باقی کا جو قلمی نسخہ میرے پیش نظر رہا اور اس کو میں نے اپنے لئے نقل بھی کیا

وہ حضرت جی حسنا کو الیاء کے کتب خانہ قلمی نسخہ تھا۔ (کتابت سن ۱۲۸۵ھ) نسخہ اگرچہ ناقص و غلط

تھا لیکن اس وقت کوئی اور صحیح و کامل نسخہ معلوم و دستیاب نہ تھا، جب یہ نسخہ نقل کر لیا اور اسے

بامعان نظر پڑھا تو معلوم ہوا کہ نامکمل اور غلط ہے پر ہے۔ اس لئے طے پایا کہ جب تک کوئی

صحیح و کامل نسخہ دستیاب ہو کر کلام کی تصحیح و تدوین تسلی بخش طریقہ پر نہ ہو، اسے شائع

نہ کیا جائے چنانچہ تین سال تک کلام کی طباعت اشاعت عمل میں نہ آ سکی۔ بالآخر حضرت



مولانا شاہ زید ابو محسن فاروقی مدظلہ العالی کے تلاش و تفحص کی بدولت مشکل حل ہوئی۔

الحمد للہ کہ اب مندرجہ ذیل نسخوں کے پیش نظر حضرت خواجہ کا کلام کا ریل و ثوق و اعتماد کے ساتھ ہدیہ تارینِ کرام ہے۔

نسخوں کے لفظی اختلافات ہر صفحہ پر اشعار کے ذیل میں ظاہر کر دیئے ہیں۔

۱۔ نسخہ خطی کتب خانہ حضرت جی صنا کو ایوارڈ خط نوبت سنگھ کا بیستمہ تاریخ اختتام  
کتابت بستم ذی الحجہ ۱۲۰۳ھ۔

۲۔ نسخہ دوم خطی کتب خانہ حضرت جی گوالیار۔ نسخہ پہلے نسخہ کے مقابلہ میں کامل اور خوش خط ہے۔  
۳۔ نسخہ خطی کتب خانہ حضرت شاہ زید الدہلوی فاروقی مدظلہ العالی بخط سید  
راحت علی امرہوی نقشبندی در ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۰۰ھ

۴۔ نسخہ خطی آزاد لائبریری علی گڑھ صدر۔ یار جنگ سیکشن نمبر ۲۱/۴ ق محرمہ ۱۴۱۰ھ  
یہ نسخہ سابق الذکر تمام قلمی نسخوں سے باعتبار قدامت و صحت مقدم و ممتاز ہے۔ لیکن  
بے ترتیب ہے۔ اور مثنوی گنج فقہ کے کچھ اور اقضائع ہو گئے ہیں۔

۵۔ زبدۃ المقامات د مولفہ مولانا ہاشم کشمیریؒ ۱۳۷۲ھ میں یہ کتاب حضرت خواجہ کے حالات زندگی متعلق ایک مستند دستاویز ہے۔ اس میں حضرت کے بہت سے اشعار بھی منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مختلف کتب خانوں میں کلامِ باقی کے جو مجموعے موجود ہیں وہ حقیقتاً حضرت خواجہ ہی کے کلام پر مشتمل ہیں۔

۶۔ مطبوعہ مشورہ منشوری حضرت خواجہ باقی مولفہ مولوی احمد حسین نقشبندی امر دہوی  
طبع شدہ ۱۳۲۵ھ در محمود پریس حیدر آباد دکن۔

اس نسخہ میں صرف مثنوی شریع فقیر تاراج تولد خواجہ عبداللہ و خواجہ عبید اللہ اور  
ساقی نامہ (ناتمام) طبع ہوا ہے۔

## فاکس اور حیرت کاظمی



”چوں بہندوستان آدم صحبت افتاد مرا با خواجہ خواجگان  
محمد باقی نقشبندی، مدتی مشق نسبت خواجگان کردہ طریقہ مراقبہ  
ذکر و رابطہ و حضور و یادداشت حاصل نمودم :-

”وَكَانَ الدَّاعِيَ إِلَيْهَا وَمُرْتَشِدَ الطَّالِبِينَ فِي  
بِلَدِنَاهُ هَذَا الشَّيْخُ الْعَارِفُ الْكَامِلُ بِسِرِّهِ الْأَعْظَمِ  
وَنُورِهِ الْأَتَمِّ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا خَوَاجَه مُحَمَّدُ الْبَاقِي  
قُدَّسَ سِرُّهُ الْأَوْصَفَى وَهُوَ مِنْ مَشَائِخِنَا فِي هَذَا الطَّرِيقِ  
شَيْخُ سَيِّدِ الْحَقِّ مُحَمَّدٌ بِلَوْنِ

(ماخوذ از رسالہ وصیت و المکاتیب)



”امروز قائم مقام این حضرات علیہ و نائب مناب اکابر نقش بندہ  
 الْوَاصِلُ إِلَى نِهَایَةِ النِّهَایَةِ، الْبَالِغُ إِلَى أَقْصَى دَرَجَاتِ  
 الْوِلَایَةِ، قُطْبُ دَائِرَةِ مَدَارِ الْخَایَرَاتِ، کَاشِفُ أَسْرَارِ  
 أَهْلِ الْحَقَائِقِ، الْفَرْدُ الْکَامِلُ فِي الْمَحَبَّةِ الذَّاتِیَةِ، الْمُحَقِّقُ  
 الْجَامِعُ لِكِمَالَاتِ الْوِلَایَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ، مُسْنَدُ أَهْلِ  
 الْإِرْشَادِ وَالْإِیْدَةِ، مُرْتَبِدُ طَرِيقِ دَرَجِ النِّهَایَةِ فِي  
 الْبِدَآءِ، زُبْدَانَةُ الْعَارِفِیْنَ، قُدْوَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ ۝  
 شرح اوجیف است بالہل جہاں ہجور از عشق باید در نہاں !  
 لیک گفتم وصف او تارہ برند پیش آن کز نوت و ستر خورند  
 شَبَّحْنَا وَمَوْلَانَا وَمَلَاذُنَا الشَّيْخَ الْهَجَلُ وَالْعَارِثُ  
 الْاَكْمَلُ مُحَمَّدُ الْبَاقِي اَبْقَاةُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَسَلَامُهُ ۝  
 (از مکاشفات غیبیہ صفحہ ۵۹ قلمی)

”شکر این نعمت سبحانی آورد کہ اگرچہ بشری صحبت خیل البشر  
 علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات مشرف نشدہ۔ بارے از سعادت  
 این صحبت محروم نمائندہ ۝“  
 (از مبدار و معاد صفحہ ۵۹ قلمی)

(۱) مکاشفات غیبیہ اور مبدار و معاد دونوں کتابیں حضرت امام ربانی مجر الفانی  
 کی تصنیفات میں سے ہیں۔ (۲) مراد از صحبت پیر یقت حق خواجہ ماتی قدس سرہ ۱۲



”خواجہ باقیؒ دہ ہند مقتدائی صوفیا رہو دند

ازادشاو ایشاں عالمی بہ منزل مقصود رسید“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی  
(منقول از الانتیاء فی سلاسل اولیاء اللہ)



خواجہ باقی باللہ دران عہد مقتدائی زمان بود، صفاتِ باقی  
 و کسی دُخارقِ ایشان زیادہ ازان است کہ بزبانِ قلم دادہ شود  
 اکثر درانزد اگذرانندہ با مخلوق کم می جویشیدند و اکثر علوم  
 عقلی و نقلی بہرہ تمام داشتند۔“

(از تاریخ خانی خان صفحہ ۲۴)

(۱) اصل نام محمد ہاشم تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا ایرانی الاصل  
 مشہور مورخ ہے۔ ”منتخب اللباب“ جو تاریخ خانی خاں کے نام سے  
 معروف ہے۔ اسی کی تصنیف ہے۔ اس میں بابر شاہ کے دورِ حکومت  
 محمد شاہ کے عہد تک صحیح حالات لکھنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔  
 حیرت کاظمی



# مختصر احوال کرامت منوال

قبلہ راستان و کعبہ حق پرستان خواجہ خواجگان

قطب جہان مؤید الملک والہ الدین الرضی ابوالوقت

محمد الباقی، معروف بہ حضرت خواجہ بزرگ باقی باللہ

قدس سرہ و رضی عنہ و افاض علینا من برکاتہ

آپ کے احوال شریفہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک پاک دل مرید نے قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیرو مرشد کا لکھا ہے اس میں اپنا نام رُشدی لایا ہے۔ یہ اس کا تخلص ہے یا نام اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت سے سُننا ہے۔ افسوس کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب برکات الاحمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مصنف حضرت امام بیانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حلیل القدر خلفائین سے ہیں۔

(۱) چنانچہ کہتا ہوں کہ رُشدی ازاں نفس کہ رُخِ خود نہفت دست و ساز طرب شکست لہوائے ترانہ مُرد رُشدی کا لہ تر آفریں اور دودا انگیز مرثیہ اس مجموعہ شریفہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ حیرت کاظمی



حضرت کے والد زید گوار قاضی عبدالسلام ہمرقند کے رہنے والے، پاک پٹن اور صاحب علم و فضل تھے۔ آہ و بکا و تضرع الی اللہ میں اکثر اوقات رہا کرتے تھے۔ ہمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۲ یا ۹۷۳ء میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ خورد سالی سے آپ پر آثار صلاح و بزرگی ظاہر تھے اور آپ کا میلان بحریہ و تفرید و مبتلا کی طرف تھا اسی زمانہ میں احیانا ایسا بھی ہوا کرتا تھا کہ آپ کسی گوشہ تنہائی میں سارا دن خاموشی میں گزار دیا کرتے تھے۔ جب آپ سن رشد کو پہنچے آپ نے علماء اسلام و علم ظاہر حاصل کیا۔ آپ نے مولانا صادق حلوانی کی شاگردی اختیار کی اور ان کی رفاقت میں کابل سے ماوراء النہر تشریف لے گئے اور تھوڑے عرصہ میں امتیازی شان پیدا کر لی۔ ابھی کچھ کتابیں پڑھنی باقی تھیں کہ جذبات الہیہ کا غلبہ ہوا۔ اور آپ نے راہ سلوک اختیار فرمائی، ایک دن آپ کو ایک فاضل نے دیکھ کر کہا اگر کچھ دن آپ علم حاصل کر لیتے تو بہتر ہوتا، تاکہ آپ کی مولویت پایہ کمال اور اکمال کو پہنچ جاتی۔ آپ نے عرض کیا کہ مولویت سے مراد مشکل متداول کتابوں کا حل کرنا ہے۔ میں بغیر کسی ادعا کے کہتا ہوں کہ جس کتاب کا حل کرنا فضلا کے نزدیک مشکل ہو میرے سامنے پیش کریں انشاء اللہ تسلی بخش طور پر حل کر دوں گا۔ صاحب بدۃ المقامات

(۱) زبدۃ المقامات میں یہ دو سنہ لکھے ہیں۔ (۲) مولانا صادق حلوانی اپنے زمانہ کے مشہور فاضل اور لغز گو شاعر تھے۔ اکبر بادشاہ کے چھوٹے بھائی مرزا حکیم نے جو اس وقت کابل کا حکمران تھا انھیں کابل میں قیام فرمانے اور سلسلہ درس شروع کرنے کیلئے متعین کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ اسی زمانہ میں مولانا صادق کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئے اور حیدر کابل سے ماوراء النہر تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ بھی آپ کے ہمراہ گئے (ماخوذ از تذکرۃ علمائے ہند و دکن) حیرت کاظمی



لکھتے ہیں کہ مجھ سے مولانا صادق حلوائی کے شاگردوں میں سے ایک صادق القول ضل نے کہا کہ جب ہم رفیقوں کو پتہ چلا کہ آپ نے علم ظاہر کی تحصیل سے علم باطن حاصل کرنے کی طرف عنان توجہ موڑ دی ہے تو ہم نے آپس میں کہا کہ آپ فطرۃً ایک باہمت جوان ہیں جس کام کی طرف آپ متوجہ ہوں گے یقیناً اس کو انجام تک پہنچائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

علم باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہدِ طفلی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ آپ کو جہاں بھی کوئی پاک نفس خدا رسیدہ ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی صحبت اور انفاس قدسیہ سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں بلخ و بدخشاں گئے اور پھر ہندوستان شریف لائے اور کشمیر بھی تشریف لے گئے اگر کوئی مجذوب الی اللہ ملتا تو اس کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ لاہور کے قرب و جوار میں ایک مجذوب رہا کرتا تھا آپ پر ظاہر ہوا کہ وہ خدا رسیدہ ہے۔ آپ اس کے پاس جایا کرتے تھے کبھی وہ آپ کو دیکھ کر دوسری طرف کوٹھراتا تھا اور کبھی آپ کو سببِ شتم دیا کرتا تھا اور کبھی پتھروں سے مارتا تھا لیکن آپ نے اس سے منہ نہ موڑا اور برابر اس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن وہ دیوانہ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا، اپنے پاس بلا کر آپ پر نظرِ محبت فرمائی اور آپ کے حق میں دعائیں کیں۔ رُشدی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک مخلص سے فرمایا اگرچہ اربابِ سلوک کی طرح ریاضاتِ شاقہ اور مجاہدات میں نے نہیں کئے ہیں البتہ انتظار اور قلق کی گھڑیاں بہت جھیلی ہیں۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری والدہ ماجدہ بہت عجز و نیاز سے بارگاہِ بے نیاز میں عرض کیا کرتی تھیں۔ اسے پروردگار میرا فرزند تیری طلب میں سب سے الگ ہو چکا ہے۔ اس نے جلالی کی لذتوں سے منہ موڑ لیا ہے تو اس کی مراد پوری کر دے یا پھر مجھ کو زندہ نہ رکھ کیونکہ



اس کے قلق اور رنج دیکھنے کی طاقت مجھ میں نہیں رہی، آپ فرماتے ہیں کہ ان کی دعائے نیم شبی کی وجہ سے مجھ پر ابواب کشائش کھلے ہیں۔

آپ جب ہندوستان تشریف لائے اور آپ کے دوستوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو انھوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں شامل کرادیا جائے۔ لیکن سلطانِ جذبات الہیہ کے سامنے سب کی مساعی رائگاں گئیں۔ آپ کو مملکتِ دین اور متاعِ یقین کی سلطانی ملنی تھی۔ مزخرفاتِ دنیویہ سے آپ کو کیا لگاؤ ہوتا۔

آپ نے اپنا ابتدائی حال اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ: پہلی مرتبہ توبہ اور بیعت حضرت خواجہ عبید کے ہاتھ پر کی۔ آپ مولانا لطف اللہ کے خلیفہ تھے اور وہ مولانا خواجگی دہبیدی کے چونکہ باطن میں رجوع کرنے کا خیال اور چھوڑنے کا عزم تھا اس لئے استقامت نہ ملی اور دوسری مرتبہ مولانا افتخار شیخ سے بیعت کی جو سمرقند میں قیام پذیر تھے اور خانوادہ خواجہ احمد سیوی میں سے تھے۔ اگرچہ آنجناب کی مرضی نہ تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ ابھی کم جوان ہو لیکن میرے حضرت خواجہ باقی کے مصمم عزم کو دیکھ کر آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا۔ خدا تم کو استقامت دے۔ لیکن ہی ہوا جو کہ ان بزرگوار نے فراموش فرمایا تھا۔ چنانچہ عجیب خرابیاں پیدا ہوئیں اور میراعزم درہم برہم ہوا۔ اور میں بغیر کسی قصد اور ارادے کے حضرت امیر عبداللہ بلخی مدظلہ کی خدمت میں پہنچا اور تجدید بیعت کا ظہور ہوا۔ مصافحہ کے ساتھ ہی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی۔ امید ہے کہ اس عطیہ کے برکات یوم القیامت تک باقی رہیں گے۔ القصہ کچھ وقت تک حدود کی نگاہ داشت اور محافظت رکھی۔ لیکن اسٹم المصطل نے محافظت کے سداور تہ کو توڑ دیا۔



انجام کار ہدایت صمدیت سے خواب میں خواجہ بزرگ حضرت بہار الحق والدین سید بیعت  
 نصیب ہوئی اور اہل اللہ کے طریق کا میلان ظاہر ہوا۔ اور بمصداق **الْغَرِيقُ  
 يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيئَةٍ**۔ یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ میں ہر طرف  
 ہاتھ مارتا تھا۔ اسی دوران میں بعض اکابر نے فرمایا کہ وہ ذکر مفید ہے جو جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ اتصال پہنچے جو طلب اور لگن لگی ہوئی تھی اس نے  
 مجبوء کیا کہ انہی حضرت کے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ حاصل کیا۔ دو سال تک ان حضرت کے  
 بتائے ہوئے ذکر و مراقبہ و اوراد و سلسلہ پر قائم رہا اور ان کی مداومت کرتا رہا۔ کیونکہ  
 ہم نے سن رکھا تھا کہ جب تک سالک باندازہ چہل سال **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کا میدان قطع  
 نہ کرے **إِلَّا اللَّهُ** کی منزل تک رسائی نہیں ہوتی۔ اور ہماری سادہ لوحی نے ہم کو اتنا  
 قانع رکھا کہ ذکر میں زمانے کے گزرنے کو غنیمت سمجھتا رہوں اور انہی طور طریقوں پر  
 عبادت کے قناعت کروں۔ اگرچہ اس دوران میں دوسرے طریقوں سے استفادہ  
 کرنے کے متعلق اشارات غیبیہ بھی ہوئیں لیکن میرا قدم (دوسرے سلسلوں کے استفادہ  
 کرنے کے لئے) پوری طرح اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا تھا اور ان بزرگواران (خواجگان  
 سلسلہ نقشبندیہ) کی زمین کرم میں **وَفِيهَا مَا تُشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ** کا بیج بوتا رہا  
 اور یہ خیال کرتا رہا کہ انشاء اللہ آخر کار دست کرم اس بیج کو **مَالًا لَا عَيْنٌ رَأَتْ**  
**وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ** کی نہر سے سیراب کرے گا۔ آخر کار کشمیر پہنچنا ہوا، اور حضرت  
 شیخ بابائے والی کی خدمت میں حاضری ہوئی اور آپ کی نظر عنایت بہرہ مند ہوا۔  
 الحمد للہ المنکر وہ مبارک نظر فی ربیعہ شیخ بابا قبول ہوئیں۔ چونکہ حضرت شیخ سلسلہ

۱۱/ یعنی اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی نفوس کو خواہش ہوتی ہے (۲) یعنی وہ چیز  
 جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو۔



عالیہ نقشبندیہ کے بھی مجاز تھے اور طالب کی حضرت خواجہ کی، استعداد اُن بزرگواران کے  
 آستان کی طرف متوجہ تھی لہذا فیضان الہیہ اُسی خاندان کے جھروکے سے نازل ہوا۔  
 اور آپ کی وفات کے بعد حضرات خواجگان کی غلیبیت معہودہ (نسبت شریفہ) ظاہر ہونی  
 شروع ہوئی اور ان بزرگواروں کی ارواح مبارکہ بشارات اور تلقینات دینے لگیں۔  
 ان کی توجہات اس نسبت میں قوت پیدا ہوئی، دائرہ غلیبیت میں وسعت ہوئی،  
 راستہ روشن ہوا اور فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ ان حضرات کی عنایت  
 کی کشش نے مجھ کو مخدومی محتائق پناہی، ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجگی  
 امکانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچایا اور اپنی خواہش اور رغبت کے بیعت  
 اور مصافحہ کر کے حضرات خواجگان کا طریقہ حاصل کیا۔ اور حضرت خواجگی اور ارواح طیّبہ  
 حضرت خواجہ نقشبند اور آپ کے خلفاء کی ملازمت طفیل سے اس طریقہ کے سالکوں اور  
 اس درگاہ کے نیاز مندوں میں سے ہوا۔

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَسْكِينًا وَأَمِتْنِي مَسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ  
 الْمَسَاكِينِ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى ۱۱

حضرت بابائے والی کی وفات کے بعد ایک واقعہ میں حضرت خواجہ ناصر الدین  
 عبید اللہ احرار آپ پر ظاہر ہوئے اور آپ کے فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔  
 وہاں فتح باب ہو گا اور اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے اور  
 فرمایا۔ اے فرزند، ہم چشم بر راہ ہیں تم ہمارے پاس کب آرہے ہو۔ چنانچہ آپ ہندوستان  
 سے ماوراء النہر کی طرف الٹنگ کو روانہ ہوئے۔ لکھا ہے کہ ابھی آپ ایک منزل کے  
 فاصلہ پر تھے کہ حضرت امکانی بشارت غیبی آپ کے استقبال کو تشریف لائے۔

۱۱۔ اے میرے پروردگار مجھ کو مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے۔  
 اور میرا حشر مساکین کی جماعت میں کر اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔



آپنے حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان  
خط لکھا۔ اس میں آپنے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا ہے

مَنْ اَرْمَحِيطُ بِجَبَّتِ نِشَانِ ہِیْ یَمِمْ ۛ کہ استخوان عزیزاں بہا حل افتاد است  
آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں محلی مٹھنی نرنگی ہو کر پہنچے تھے۔ چراغ  
عفات تھا۔ بتی درست تھی۔ تیل موجود تھا۔ صرف دیا سلائی دکھانے کی ضرورت تھی۔  
چنانچہ حضرت خواجگی نے دیا سلائی دکھائی اور وہ چراغ روشن ہو گیا۔ حضرت  
خواجگی نے تین مشبانہ روز آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافت مطلقہ  
سرفراز فرما کر ہندوستان روانہ ہونے کی ہدایت فرمائی، چنانچہ آپنے ہندوستان جانے کا  
قصد فرمایا۔ ان دنوں میں آپنے ایک خط میں یہ شعر تحریر فرمایا ہے ۛ

مِی گزشتہم ز غم آموخہ کہ ناگہ یکیں ۛ عالم آشوب نگاہے سر را ہم گرفت  
آپ ہندوستان پہلی مرتبہ کب تشریف لائے اور یہاں کتنی مدت قیام رہا  
اور پھر دوسری مرتبہ کب تشریف لائے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے  
کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے: "واداخر باکہ امر شیخت وارثاد متروک شدہ بود"  
ۛ ۛ قلمی لکھا ہے: "فوائدے کہ دریں دو سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ  
در زمان پیش بہ سالہانہ می رسید" ۛ قلمی۔ اور صاحب زبدۃ المقامات نے  
لکھا ہے: "شاہ عظیم بر غلو مرتبہ ایشان ہمیں بس کہ دو سال بر مسند شیخت بودند  
دریں مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوان دولت ایشان روزی مندر گردیدند" ۛ قلمی  
اور اس کو دیکھتے ہوئے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی  
نسبہ مد کو آپکے بیعت ہوئے۔ اور آپ کو محسوس ہوا کہ نجد سے پروردگار کو جو خدمت  
یعنی تھی وہ اسی مرد عزیزی کی تربیت ہے۔ چنانچہ آپ رقبہ ہند میں تحریر فرماتے ہیں۔  
ۛ شیخ احمد نام مردے است در نہ ہذا کثیر العلم قوی العمل روزے چند فقیر بالہ



نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ بہ آں  
می ماند کہ چراغی شود کہ عالمہا از روشن گردند معلوم ہوتا ہے کہ دوسری مرتبہ  
سن ایک ہزار تین یا چار کو ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قلعہ فیروزی میں  
جو کہ اب فیروز شاہ کے کوئلہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔

آپ کو عزت اور تفرید سے لگاؤ تھا مشیخت اور صحبت کی خواہش قطا نہ تھی۔  
زبدالمقامات میں ہے کہ مریدوں کے احوال کی طرف آپ دتین سال متوجہ رہے اور جب  
امام ربانی مجدد الف ثانی آپ سے بیعت ہوئے۔ و ازین نظر و الطاف ایشان بکمال اکمال  
رسیدند آنحضرت خود را از صحبت ارباب ارادت باز کشیدند و یاران را چہ بتعرفیت و  
چہ بتکلیف بایشان حوالہ نمودند۔ یعنی جب آپ کے توجہات سے امام ربانی درجہ کمال کو پہنچ  
گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب یاران کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جامع ملفوظات رشیدی نے لکھا  
ہے۔ ”از روی شفقت بتاکید فرمودند کہ چوں فرمان و مرضی در ترک مشیخت است  
یاران ما را متصدی تربیت خود ندانند و ہر با خواہند در طلب مقصود پویند مگر چار  
نفر کہ درین تکلیف داخل بنودند۔ یعنی آپ نے اپنے رفقا سے شفقت فرماتے ہوئے  
فرمایا کہ اشارات اور الہامات غیبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مجھ کو مشیخت کا کام چھوڑ دینا  
چاہیے لہذا یاران طریقیت اب مجھ سے کار شیخت کی توقع نہ رکھیں جہاں چاہیں  
جائیں اور اپنا مقصد حاصل کریں۔ بجز تین چار افراد کے جو اس حکم میں شامل نہ تھے۔“  
میر محمد نعمان آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے ان کو بھی ہدایت فرمائی کہ شیخ احمد سے  
اب رجوع کرو اور ان کے ارشاد پر عمل کرو۔

آپ کا بدن کمزور تھا اکثر اوقات آپ مریض ہا کرتے تھے۔ پندرہ جمادی الآخرہ  
بدھ کے دن آپ کو بخار ہوا۔ یہ آپ کا آخری مرض تھا۔ اس مرض میں آپ نے حضرت خواجہ  
احمد کو خواب میں دیکھا عنایات بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن پوشید۔“



یعنی آپ نے نوازشیں فرمائیں اور آخر میں حکم دیا کہ کرتا پہن لو۔ یہ بیان کر کے آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا اگر حیات باقی ہے اس پر عمل کروں گا ورنہ کفن بھی کرتا ہے۔

ہفتہ ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ھ حیات دنیوی کا آخری دن تھا۔ آپ بسترِ علالت پر تھے، نقاہت کمزوری اور بڑھ چکی تھی۔ رفیقِ اعلیٰ سے وصال کا وقت قریب آ گیا تھا۔ یارانِ طریقت میں سے جو بھی اس وقت حاضر ہوتا تھا آپ ایک لحظہ بہ نظرِ محبت اس کو دیکھتے تھے اور کچھ بار اشارہ چشم یا بہ اغماض نظر اس کو رخصت فرماتے تھے۔ آپ کے خلیفہ اجل خواجہ حسام الدین احمد تشریف لائے۔ آپ محبت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگے وہ آہ دیکھائیں نظریں سچی کئے بیٹھے رہے آپ نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی مبارک انگلیاں ڈالیں۔ غاصی دیر یہی کیفیت رہی اور کچھ اپنا دست مبارک ان کے سر اور چہرہ پر پھیرا۔ وفات شریف سے دو تین گھڑی پہلے آپ نے ذکر اسم ذات بطریق جہر شروع کیا، یہ مبارک نام آپ کے لب پر تھا کہ آپ نے **يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ لِمُطَهَّرَةٍ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً** کی صدائے شیریں سنی اور بعد شوق جان شیریں جاں آفریں کے سپرد کر کے **ذَاذْ خُلِّيَ فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي** سے مشرف ہوئے کہ گفت کہ **آں مایہ امید بمرود** کہ گفت کہ **آں دولت جاوید بمرود** **آں دشمن خورشید برآمد بر بام** پوشیدہ و چشم و گفت خورشید بمرود ابھی دن کا کچھ حصہ باقی تھا جو یہ واقعہ عظیمہ و نما ہوا مولانا ہاشم کشمی نے سال وفات بحر حقیقت بود سے نکالا ہے۔ **رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَرَضِيَ عَنْهُ وَحَسَنًا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنًا وَلَكَ رَافِقًا** آپ نے اپنے بعد وراثت میں والدہ ماجدہ اور دو زوجات طیبات اور دو خور و سال فرزند جن کی ولادت سن ۱۲۸۳ھ کو ہوئی تھی ایک خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلال متولد اول ماہ ربیع الاول اور دوسرے خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ خواجہ خور و متولد ششم



رجب چھوڑے۔ اور میراث میں ازمتاع دنیویہ ایک گھوڑا۔ ایک فرش چند کتابیں اور ایک پیہ (ملفوظات قلمی ص ۷۷) اس طرح آپ نے بخش فی الدنیا کا اٹل غریب اور عابری سبیل کی اعلیٰ مثال قائم کی ہمیشہ ہذا اقلیٰ عمل العالمون برحمة اللہ علیہ فی کل حین وآن۔

**تصنیفات:** آپ کے مختصر رسائل میں نماز، یقینی ونبوری اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعود ولسبح اللہ و سورۃ فاتحہ و سورۃ الشمس و سورۃ اخلاص و سورۃ فلق و سورۃ ناس و آیت ہومہ کا سورۃ آیت اینما تولوا و ترجمہ عاتے قنوت رسالہ ناتمام در سلوک جو رقعات میں ۱۷۷ ہے اور شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار اس کے علاوہ آپ کا منظوم کلام مستبویہ بہت ہی لطیف و نازک و آمیز ہے۔ دو مثنویاں ہیں اور دو تواریخ تولد و بر خورداران۔ ایک تاریخی نامہ در سلسلہ پیران تربیت اور کچھ رباعیاں اور فرد۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوز و درد کی پتہ چلتا ہے۔ آپ کے فرمایا ہے۔

صحرائیں ز سبیل ہند کہ آستیں

آن گلبنم بیاب تو کز یک نسیم لطیف

آپ کے شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار میں توحید و جود کی سب سے اہم ترین فرمائے

ہیں۔ یہ شرح آپ کے سلسلہ میں تحریر فرمائی ہے۔ جامع ملفوظات اس سلسلہ میں لکھا ہے

”بجہت عایت ظاہر شریعت ازین تصنیف خود کہ سخن حیرت و جود و رانجا بخوبی

تدقیقات مبین است ناراضی بودند و میفرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نہ شدہ

و میفرمودند کہ محقق شد کہ رائے توحید را ہے است وسیع و راہ توحید نسبت بہ آن

شاہراہ کوچہ تنگی پیش نیست (ص ۹۷ قلمی) یعنی ظاہر شریعت کی رعایت کی وجہ سے

آپ اپنی اس تالیف کے جس میں وحدت و جود کے دقیق مسائل اچھے پیرایہ سے بیان

کئے گئے ہیں خوش نہ تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تالیف لکھ کر میں نے خوب نہیں کیا ہے۔



اور یہ بھی فرماتے تھے کہ محقق یعنی ثابت ہو گیا ہے کہ اس مسلک توحید کے بعد ایک اور سراخ شاہ راہ ہے۔ اس شاہ راہ کے مقابلہ میں توحید وجودی کا راستہ ایک تنگ کوچہ سے زائد نہیں۔ حضرت امام بانی مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ کی بعض رباعیوں کی شرح لکھی ہے۔ اس کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں: ”مویاں یعنی است آئینہ فضائل پناہی شیخ عبدالحق کہ از مخلصان حضرت خواجہ است نقل کرد کہ حضرت خواجہ قبل ایام رحلت میفرمودند کہ مارا یقین یقین معلوم شد راستہ توحید کوچہ تنگ است شاہ راہ دیگر است“ یعنی اس بین کی تائید فضائل پناہی شیخ عبدالحق (مستند ہوتی) جو ہمارے حضرت خواجہ کے مخلصین میں سے ہیں۔ کے قول سے ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ نے ایام ارتحال سے پہلے فرمایا کہ مجھ کو پوری طرح یقین ہو گیا ہے کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے شاہ راہ اور ہے۔

آپ کا نسب یہ جامع سفودات اور حاحہ بڈالمتا ماتے اس سلسلہ میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ حضرت ایت اللہ میں کا بیان ہے کہ آپ کے حالات ہیں۔ ان عاجز کے پاس نہیں۔ البتہ از فرجہ جہانگیر کے بیان سے یہ ترجمہ جناب احمد حسین امروہوی حیدر آبادی نے کیا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید لکھنوی اور پھر غمخ ۲۱۵ پر آپ کے پیرزادہ اور اہل خانہ کے ساتھ حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی علیا علیہ السلام کے تالیف سے یہ ترجمہ جناب احمد حسین خاں صاحب کو خیال ہو اسے کہ شہر کی بی بی صاحبہ نے افامیہ رقیب میں ہو گیا۔ اس لئے آپ کے قریشی کا اضافہ نہ کیا۔ یہ سہ ماہیہ شہر کے زود و احیاء فیہ منہ حضرت شاہ غلام علی نے ۱۲۴۴ھ کو جو ابہر غلوری تھے۔ یہ اس کی تالیف ہے جسے ”سمرقندی الاصل کاہلی المولانا علی بوراوند از جانب والدہ“ کے تحت چھپا ہے جو باغستانی کہ جد مادری حضرت خواجہ احمد ندوی سند ہے یعنی آپ کا تعلق سمرقند سے ہے اور وہ اس کا بل میں ہوئے ہیں۔ آپ



خلج تھے اور والدہ کی جانب سے حضرت شیخ عمر باغستانی کی اولاد میں جو کہ حضرت خواجہ احرار کے  
 نام تھے۔ ص ۴۴ قلمی۔ زبدۃ المقامات میں آپ کی والدہ مبارکہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔  
 ”مخفی نامید کہ والدہ ماجدہ آنحضرت از دودمان سیادت بود۔“ ص ۴۴ قلمی۔ یعنی آپ کی والدہ ماجدہ  
 سادات میں تھیں، حضرات القدس کے ترجمہ میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ شیخ عمر باغستانی  
 کی اولاد میں سے تھیں اور نانی صاحبہ سادات میں تھیں حضرت خواجہ عبید اللہ معروف  
 بخواجه کلاں کا ایک رسالہ مبلغ الرجال ہے اس میں لکھا ہے۔ ”گوید بندہ سرفاگندہ شرمندہ  
 از کردار تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ آفاق سبط آل النبی۔ الخ۔ اس عبارت میں آپ کے اپنے  
 والد ماجد کو آل نبی کا نواسہ لکھا ہے۔ اس عبارت کے زبدۃ المقامات کی عبارت کی تائید  
 ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات میں تھیں۔ مبلغ الرجال کی عبارت کے بعض افراد  
 کو خیال ہو گیا کہ آپ سید ہیں۔ اگر آپ سید ہوتے تو خواجہ کلاں آپ کو آل نبی تحریر  
 کرتے۔ آل نبی کے نواسہ کے کیا معنی۔؟

چونکہ آپ کے مزار پر انوار کے متولی صاحبان اپنے کو آپ کی اولاد میں سے  
 بتاتے ہیں اور اپنے کو سید کہتے ہیں اس لئے جناب احمد حسین خاں صاحب نے  
 حضرات القدس کے ترجمہ میں سید کا اضافہ کر دیا ہے۔

آپ نے خود بھی اپنے نسب کے متعلق ترک لکھا ہے آپ نے خواجہ خوردی  
 تاریخ ولادت میں کہا ہے

گل شکرے بوالعجبے دست داد شکر ہندی و گل ترک زاد

یعنی یہ فرزند ایسا گل قند ہے کہ قند ہندی ہے اور پھول ترکی ہے۔

خلج کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ یہ ترک نسل کی ایک شاخ ہے۔ حضرت

نے بھی گل ترک زاد فرما کر خلج کو ترک قرار دیا ہے۔ سردار فیض محمد خاں زکریا محمد زائی کاہلی نے  
 اس جزی سے کہا ہے کہ ان کی تحقیق کی رو سے خلج افغان قوم کی شاخ ہے۔ سردار صاحب نے



اس سلسلہ میں ایک مضمون لکھا ہے جو فرانس کے کسی مجلہ میں چھپا ہوا ہے۔

۱) خلیجیوں کے نسب کے بارے میں قدیم مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ نظام الدین احمد نجاشی (المتوفی ۳۰۰ھ) نے اپنی کتاب طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ یہ لوگ چنگیز خاں کے داماد قاج خان کی نسل سے ہیں۔ اس نسبت کا لاجی کہلاتے تھے۔ الف کثرت استعمال سے گر گیا اور ق۔ خ سے بدل گیا۔ اس طرح قاجی، خلیجی ہو گیا۔

(طبقات اکبری ص ۱۱۱) صاحب طبقات اکبری کے اس بیان کی توثیق ان تاریخی حقائق سے بھی ہوتی ہے کہ جلال الدین خلیجی اور علاء الدین خلیجی جو ہندوستان میں خلیجیوں کی حکومت کے بانی تھے۔ نسل چنگیزی سے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ الغر خان چنگیز خاں کا نواسہ، جلال الدین خلیجی کا حقیقی داماد تھا اور یہ چار ہزار مردوں اور عورتوں کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو کر ہندوستان میں سکونت پذیر ہو گیا تھا علاء الدین خلیجی کے بیٹوں کے نام بھی خضر خاں۔ شادی خان اور مبارک خان تھے، جس سے خلیجیوں کا باعتبار نسب چنگیزی ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم صاحب طبقات۔ نے سلجوق نامہ کے حوالہ سے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے جس کی بنیاد پر خلیجی، ترک قرار پاتے ہیں۔

فخر ماہر۔ ابن حوقل صاحب حدود العالم اور بارتولڈ (BARTOLED) وغیرہ کی رائے بھی یہی ہے کہ خلیجی اصلاً ترک تھے اور افغانستان کے ایک علاقہ میں جو ”خلج“ کے نام سے موسوم تھا، آباد تھے۔

مؤلف حضرات القدس اور صاحب جوہر علویہ کے بیان کے مطابق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو خلج یا خلیجی مانا جائے تو مذکورہ بالا دوسری روایت حضرت ترک نژاد ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور یہی حقیقت حضرت زید صاحب نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی کے نسب کے متعلق ظاہر فرمائی ہے۔ ہجرت کاظمی



حضرت کامزار پرنوار دہلی (شاہجہاں آباد) کی تفصیل (اب صرف نقشوں میں اس کا وجود ہے) کے باہر جہت غربی ہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ قدر سے مائل بہ جنوب قطب و پید واقع ہے جو کہ شمالاً جنوباً ہے قطب و ڈسے عید گاہ کو غریباً ایک سہ گاہ ہے۔ اس کا نام عید گاہ روڈ ہے۔ جہاں سے عید گاہ روڈ نکلی ہے اس سے یہ مقام اتصال کے جنوبی کونہ پر قبرستان واقع ہے۔ یہ پب ہی کا قبرستان ہے۔ آپے ہاں آرام فرماتے ہیں۔ مزار پرنوار کی چارویواری کی شرقی جہت میں آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے۔ مزار شریف کے جہت شمال مسجد شریف کا محن ہے۔ آپ کے جوار میں ہزار ہا بندگان خدا آست کی نیند (نمکنویم الغرض) سو رہے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔

اس عاجز کے جد امجد حضرت شاہ محمد محمد قدس سرہ نے آپ کے وصال کی تاریخ اس طرح پرکھی ہے۔

مصدر ربیض خواجہ باقی	قبلہ دین و نسبہ ارشاد
داشت خلوت و راجحہ دائم	با خدا و زما سوری آزاد
چوں برفتہ ز عالم و مانی	گشت از رفتہ ز جہاں بر باد
صد ہزاراں بہ ہر زمان ہر دم	رحمت حق بہ روح پالش باد
سال و صلش عمر چٹاں گفتم	
جنت عدن را بگرد آباد	

۱۲ ۱۱ ۱۰

کُلُّ مَنْ عَلَيْهِ ذَنْبٌ يَوْمَ تَفُتُّ رَسَائِلُ ذُرِّيَّةِ الْبَلَاءِ وَالْكَرَامِ۔  
وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ هـ

زید ابوالحسن فاروقی  
مذہبہ سفرت شاہ ابوالخیر چلی قبر دہلی

جمعہ ۸ شوال ۱۲۸۵  
۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء



## رباعی

قطبی که ز رازش انفسی آفاقی است  
 نیم نظرش هزار دل را ساقی است  
 ہاشم ز مدحش چه بگویم این بس  
 کاں جملہ چونام خویش با حق باقی است

(از خواجہ ہاشم کشمی مصنف نبدۃ المقامات)



## رُبَاعِی

”باقی“ کہ از و مُردہ بصدِ جان برسد  
 مُفلِس ز درش بگنجِ پنهان برسد  
 نقاشِ ازل بکارِ خستہ آوردش  
 کاین خانہ بزیبِ نقشِ بندان برسد

(از صاحبِ زبَدۃِ المقامات)



این سلسلہ از طلائع تاب است  
 دین خسانہ تمام آفتاب است

## در بیان احوالِ بدایتِ نہایت

حضرت خواجہ قدس سرہ تا ایاہم سکونت ایشان  
 بفرستہ آباد دہلی و توجہ بارشاد و ہدایت طالبانِ معنوی

(از زبدۃ المقامات)



## رُبَاعِی

برخامه بنام که اشارات نوشت  
 زاغاز و توسط و نہایات نوشت  
 بنوشت کتاب را و تاریخ کتاب  
 بر دل "ہمزبده المقامات" نوشت

۳۷ ۱۰ ھ (مصنف زبده المقامات)



والد بزرگوار حضرت خواجہ ماقاضی عبدالسلام است کہ از ارباب  
 فضل و صفا بود و از نرمی دل ہموارہ مصداق قلیکو کثیرا۔ ولادت  
 حضرت خواجہ ماقاضی سرحد در بلدہ کابل بظہور پیوستہ فی ہار و سہ  
 احدی و اشتی و سبعین و تسعماء۔ در روزگار صبی سیما ی بزرگی از جہت  
 اطوار ایشان پیدا بود و جمال آئنا بہشت از جہت و تفرید بلند از آئینہ کار و بار  
 ایشان ہوید گاہ در ان ایام روزی تمام در گوشہ مخزیہ سربگر بیان خموشی  
 میکشیدہ اند۔ در تحصیل علوم رسمی شاگردی مجمع علوم و دانائی مولانا صادق  
 حلوانی کہ از علمائی اعلام آن ایام بود، اختیار نمودہ برفاقت مولانا از  
 کابل بہ ماوراء النہر شدہ آمد و باندک روزگار از سموفطرت بدرس آن  
 علامہ ایشان را بن الاقران امتیازی پیدا آرد و از فضائل بہرہ  
 تمام روزی گشتہ۔ اگرچہ از تحصیل علوم صوری بقیہ ماندہ بود کہ بسبب  
 این راہ در آمدہ اند۔۔۔۔۔ لیکن از زکائی فطرت و صفائی نسبت  
 دانش ایشان پایہ بلند داشتہ چنانکہ کی از صفائی دلان صادق القول  
 گفت روزی خادمین حضرت خواجہ در بدایت ترک تحصیل علوم رسمیه  
 و آغاز ہجوم جذبات الہیہ بہ محفل یکے از افاضل در آمدند تقریبی را  
 آن فاضل گفت اگر خدمت خواجہ روزی چند دیگر بر سر مطالعہ علوم  
 بودند می تا مولویت ایشان بکمال و اکمال رسیدی، چہ زیبا بودی۔  
 حضرت خواجہ فرمودند مراد از کمال مولویت۔ آنست کہ کتب متداولہ  
 مشککہ را چنانکہ حق آن باشند توان مطالعہ و افادہ نمود بلا دعوی گفتہ  
 می آید کہ ہر کتابی کہ حل آن حدید البصر دانند در میان آرند۔ امید کہ  
 تشفی تمام حاصل آید۔ فاضلی از تلامذہ مولانا صادق باین فقیہ گفت



چون سب سے ما آشنایاں رسید کہ خواجہ از تحصیل علوم بدروشی رغبت  
نموده اند، با ہم می گفتیم کہ ما ازین جوان فطرتی و پیمتی دیدہ ایم کہ نتواند  
بود کہ او بکاری قدم نہند و آنرا با انجام نہ رسانند. آخر چنان شد کہ  
گمان بُردہ بودیم. بالجملة حضرت خواجہ را ہم در اوقات تحصیل علوم  
کہ روزگار بہ نائی بود و جوش مناسبت این راہ گاہ بہ صحبت باریان و کان  
مجلسی مع اللہ میرسانید تا آنکہ در بلا و مادر از النہر کہ محدث این طائفہ  
عزیز الوجود است بسیاری از کبار مشائخ آن عہد را در یافتہ نزد  
بعضی بعروس توبہ دانابت نیز ہم آغوش گردیدند کما چہ بیانیہ منقولاً عن  
کلامہ الشریف ہمدان وقت و زمان گذرا ایشان بہند وستان افتاد  
بعض اقران ایشان را کہ در آن دیار اصحاب جاہ بودند خیر خواہی صوری  
بران داشت کہ ایشان نیز در زمرہ اباب عسکر بودہ از امتعہ دنیاویہ  
تو نگہ باشند اما از آنجا کہ روزی ایشان دولت دین و تو تگری متلع  
یقین بود سعی آنان بجائی نرسید. سلطان جذبات الہیہ در کنف خلعت  
خویش بگرفت تا بہر بجائے کہ برد. چون جلوہ تقدیر ہمی خواست کہ  
نخست تعلقات کثیرہ ایشان را بر یک تعلق باز آورد و از قطرہ آن یک  
تعلق مجاز بپام حقیقت بر آورد و نخست دل نازنین ایشان را بیکی  
از دلبران صوری گرفتاری فرا پیش آمد و پس از روزی چند میان  
ایشان و آن محبوب و دوری ضروری بوقوع پیوست. <sup>وقت</sup> <sup>در ہم</sup> <sup>مقارن</sup> <sup>آن</sup> <sup>اوقات</sup> <sup>لاک و مفار</sup>  
کآن حال بجز رائہ این دام نبود. بعض کتب ارباب محبت و معرفت بنظر ایشان درآمد بتائید آن بشکر الہی شوق  
حصول احوال این طائفہ گریبان دل ایشان بگرفت. درویشی باین



دلش گفت از زبان دُر نشان ایشان که فرمودند بر سر مطالعه کتابی از  
 کتب اکابر بودیم که بر ما تجلی نمودند و ما را از ما بر بودند کشفهای روحانی  
 متبرکه که حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والملة والدين قدس سرہ بہ تلقین  
 فکر و انقا و جذبات نبواخت۔ آستین ہمت بر ہمہ افشانده تشریر و امن  
 طلب نموده بہگی در سراغ ارباب این معنی و آآمدند۔ درویشی از مصاحبان  
 ایشان کہ از حاضران وقت بود، گفت چندان از فرط طلب این راہ  
 در جستجوی سالکان و مجذوبان تکاپو فرمودندی کہ زیادہ ہرآن از  
 قوت بشری متصور نباشد۔ در بلدہ لاہور در آیام برشکال کہ از غلبہ  
 لای و گل طلی کوہ چہ از ان بس شکل می بود با ہمہ نازکی تن چندین گذر با و کوئی  
 با و خرابہا و گورستانہا و بیابانہا و سربستانہا را بقصد صاحبان قطع  
 می فرمودند۔ ناقل گفت من نیز روزی بر عایت آشنائی با خواستم  
 در آن سیر و تردد رفیق ایشان باشتم۔ ہر چند بمنع کوشیدند باز نہاندم  
 چون کوہ چہ چند در تمام ایشان پیورده آمد از بسیاری کئی لای مرا  
 ماندگی و درد پائی در گرفت۔ حیا و ادب را با برائی عرض نہا شتم۔ ایشان  
 برای معنی آگاہ گردیدہ مرا باز گردانیدند۔ پس دانستم کہ ایشان بقوت  
 پائی دیگر درین پولیش اند۔ قطع این راہ بجز پائی جنون نتوان کرد۔  
 دیگری از آشنایان ایشان گفت در آن اوقات در حوالی یکی از  
 بوستانہا و گورستانہای بلدہ مذکور مجذوبی بود خداوند احوال  
 شگرف، حضرت خواجہ از کار او آکا ہی یافتہ ہموار، پیرامون او می  
 شندند و او ہر گاہ حضرت خواجہ را دیدی جز در شنام نہر و اختی  
 و گاہ ہدی کہ بر ایشان سنگہا بینداختی و گاہ از ایشان کران نمودہ



جائی دیگر شتافتی اما آنحضرت از رسوخ طلب با این همه تنفر و توحش  
از دے روئے برنتالفتند ع

سنگها دید دل از شیشہی روی نتافت

و تار و زری عرق ہر بانی آن دیوانہ بحقیقت فرزانه در ہنر آزمادہ  
ایشانرا نزد خویش بخاند و نظر ہا و دنا ہا و حصول مراد ایشان بظہور  
رسانید۔ و از نظر و دعائی او ایشانرا فوائد بسیار و عجیب نصیب  
روزگار آمد، بدین تقریب بر زبان مبارک رانده اند اگر چه باریاضات  
شاد چنانکہ بعضی اہل اللہ کشیدہ و نکشیدہ ایم لیکن انتظار ہا  
و قلق ہائی عظیم دیدہ ایم کہ ریاضتہائی و سختہائی شگرف را  
متصنن بود و نیز فرمودند در ان ایام حضرت والدہ ماجدہ چون  
کثرت بیقراری و بیداری و غلبہ ناتوانی و نزاری مارا میدیدند بغایت  
شکستہ دل و آزرده خاطر گردیدہ روی عجز و نیاز نہ بدرگاہ بی نیاز  
آورده بگریہ و نالہ تمام می گفتند "خداوند! مراد فرزند موی کہ در طلب  
تو از ہمہ بگستہ و از لذات جوانی دست شستہ، بر آورده گردان یا  
مر از نندہ مگذار کہ طاقت مشاہدہ این ناکامی و بی آرامی او ندارم۔"  
و بسا بودی کہ در میان شبہا و سحر ہا مناجاتی چنین بحضرت بر آورده  
مناجات ہی کہند: "ای خداوند! ای تبارک! ایشان مرا کشایشہا روزی  
گردید جزا ہا اللہ عتانتیر لجزا۔" محضی نہماند کہ والدہ ماجدہ آنحضرت از دودمان  
سیادت بود و از قانتات نسا و ہموارہ بدیں درگاہ تمام نیاز و شکلی و  
التجار و ہمیشہ مشغوف خدمت و تفقد فقر بعضی از ثقات اصحاب  
خواجہ ما قدس سرہ نقل کردند کہ با وجود تعدد کنیزان خدمات و ایشان



آستان ایشان را والدہ آنحضرت خود می کردند تا بجائی که ہم خود نان به تنوری بستند و بری گرفتند و دیگر بری گذاشتند و فرو می آوردند و بسیار بوده که طعام را بتمام تقسیم فرموده خود ببقیه از نان خشک قناعت می نمودند و اکثر بر حصیر پاره اضطجاع می فرمودند۔

روزی حضرت خواجہ قدس سرہ۔ بملاحظہ ضعف و ناتوانی ایشان

فرموده باشند کہ متکفل امر بخدیوگر می گرد و آن ام الفقرا ازین معنی چند گاہ بگریه و زاری در آمدہ می فرمودہ اند۔ ندانم از من کداک جرمیہ بوجود آمد کہ حق سبحانہ و تعالیٰ مرا ازین خدمت محروم گردانید زیرا کہ کاری کہ ازین فقیرہ می آمد این بود کہ برای حضرت ایشان و خادمان ایشان طعام می میخت، آنرا ہم از من باز گرفتند و از غایت انکسار و رعایت ادب با ظہار این معنی ہم نیا مدند تا آنکہ این

اضطراب ایشان بحضرت خواجہ قدس سرہ رسید۔ ایشان آن امر را بچنان کہ بود بان ولیہ زمان باز گذاشتند رحمہما اللہ تعالیٰ بالجملہ حضرت خواجہ مادہ جستجوی سالکان و مجذوبان سعی بالظہور رسانید و لہذا پاک۔ دلان را در بلاد یافتہ بہرہا گرفتند۔ در سیاحت بہجت یکی از عظامہ مشائخ سلسلہ سیدہ خواستہ اند کہ اخذ طریقت و می

نمایند و تفصیل سلوک فرمایند۔ استخارہ نموده اند۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ العزیز ظاہر شدہ فرمودہ اند حاصل سلوک بتفصیل آنست کہ ہندوب اخلاق حاصل گردد و چون این دولت متیسر آمد بتفصیل سلوک نمودن تحصیل حاصل است۔ و آنحضرت قدس سرہ خود از بدایت حال خویش چنین بزرگداشتہ اند کہ ابتدائی



توبه از مباحی در ملازمت خدمت خواجه عبید کرده شد لیکن خیال  
 جوع و غم ترک و در باطن بود التماس فاتحه در ظاهر ایشان از  
 خلفائی مولانا لطف الشریع و ندو مولانا لطف اللہ خلیفہ مولانا خواجہ  
 رحبیدی علیہ الرحمۃ چوں توفیق استقامت نیافت بار دیگر توبہ در  
 ملازمت بندگان افتخار شیخ کہ در سمرقند تشریف داشتند و از کبار  
 خاندان حضرت خواجه محمد سیوی بودند کرده شد اگر چه جناب ایشان رفا  
 نداشتند و میفرمودند کہ شما جوان اید لیکن چون عزیمت فقیر مصمم  
 بود بضرورت فاتحه خوانند و فرمودند خدا استقامت بدید موافق  
 تفرس آن بزرگواران عزیمت بر ہم خورد و خرابی عجیب روی داد  
 بار دیگر بے صنع و اختیار فقیہ و ربندگی حضرت امیر عبد اللہ بلخی مدظلہ تجدد  
 توبہ بظہور رسید مقرون بمصافحه آن نعمتی بود غیر مترقب امید کہ  
 برکات آن مواہب الی یوم القیام بماند القصہ چند گاہ دیگر در  
 مقام نگاہداشت حدود بود یا ز تاثیر اسم المصلی آن ستر را شکست  
 عاقبت بحدایت نمدیت در خواب بشرف ملازمت خواجه بزرگ  
 خواجه بہار الحق والدین صورت توبہ منعقد شد و میل طریقہ اہل اللہ بظہور رسید بحکم  
 الغریق بتعلق بکل حشیش بہر طرف دستی می انداخت عاقبت بعضی از  
 محادیم فرمودند ذری کہ معتنعن یا حضرت رسالت میرسد نتیجہ منداست  
 تعطش بران داشت کہ از ہمان عزیز طریق ذکر و مراقبہ اخذ کردہ شود مدتی  
 دو سال بر آن ذکر و مراقبہ و ادراک سلسلہ آن عزیز مداومت نمودہ شد  
 شنیدہ شدہ بود تا سالک مدتی قریب پچہل سال میدان لا الہ قطع نکند  
 بمنزل الا اللہ نخواہد رسید سادہ لوح بہار بران میداشت کہ مرور زمان



را در ذکر غنیمت شمار و وہمان صورت عبادت قناعت نماید۔ ہر چند  
 درین میان اشارات غیبیہ و سلوک طریقہ و گریز امور مکرر، قدم استوار  
 را از جابر بنی داشت و در زمین کرم بزرگواران این طبقہ تخم و فیہا بالشتہ  
 النفس می کاشت انشا اللہ العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از  
 جویبار مالامین رانت و لا اذن سمعت سیراب گرداند بالآخر بکشمیر رسید  
 شد و بملازمت حضرت شیخ بابائے والی قدس اللہ سرہ العالی اتفاق  
 افتاد و از برکات نظرش ہر ہ مندر شدہ الحمد للہ و الملتہ کہ آن نظرات  
 نیز بآب قبول آمد۔ چون حضرت شیخ از سلسلہ علیہ نقشبت یہ نیز  
 مجاز بوزند و استعدا و طالب متوجہ آستان آن بزرگوار و نفحات  
 ربانیہ از دریچہ ہمان خالوادہ اقبال فرمودند بعد از انتقال آنحضرت  
 بدار القرائینیت معہودہ حضرت خواجہ ماجلوہ گرشوار و ارج طہیات  
 ایشان در مبشرات نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و بہین توجہ  
 ایشان آن نسبت را قوتی پیدا شد و دائرہ عنایت و سعی پیدا کردہ  
 و راہ روشن شدہ فی الجملہ جمعیتی دست داد تا آنکہ بکذب عنایت ایشان  
 بخدمت مخدومی حقایق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجہ  
 امکنلی قدس اللہ سرہ العزیز رسیدہ شد و بطوع و رغبت خود سعت  
 و مصافحہ بدست آوردہ طریقہ خواجگان اخذ کردہ شد و بطہیل ملازمت  
 آنحضرت و ارج طہیہ خواجہ نقشبند و خلفای ایشان در سلک قاد  
 گان این راہ و نیاز مندان این درگاہ درآمدہ شد اللہم عینی مسکینا و  
 امتنی مسکینا و احشہ فی فی زمرة المساکین و السلام علی من اتبع الهدی  
 انتہی کلامہ الشریف۔



از فحوائی این نمیقله و در افشان در بیان بدایت احوال ایشان که ما  
 باندکی از ان لب کشودیم و کذلک از مضمون ابیات شریفه ایشان  
 شنیدیم کاشف راز نهانی      ابو القاسم چراغ گز گانی  
 که بودی در دجان نا اویزش      که باشد شربی از جام اویزش  
 کیم من کین هوس گیر دو ما غم      بیاید نور این سوز اچرا غم  
 ز بانم زین تلفظ گر چه بد است      سر من بخداست عبید این کند است  
 چنان مستفاد گردیده که شہرت خواجہ ما اویسی بودند و تربیت  
 از روحانیت حضرت رسالت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت خواجہ  
 بزرگ بہار الحق والدین و خلفای ایشان رضی اللہ عنہم یافتہ و  
 بنظرات عنایات آن بزرگواران کار را با انجام رسانیدہ بعد از  
 حصول کمال چون از پیر ظاہر نیز چارہ نیست بیاورار النہر رفتہ از  
 خدمت مولانا خواجگی مجاز گشتہ اند یکی از صاحبان صادق القول کہ  
 آن وقت حاضر بودہ باین حقیر گفت روزی پیش از آنکہ حضرت خواجہ  
 از ہندوستان بہ ماوراء النہر شوند، در لاہور مسجد برای ادائی  
 نماز فرض از در الفخ خمسہ درآمدند و راثنائی نماز ناگاہ از سنیہ  
 بے کینہ ایشان آوازی حبیب ظاہر شد چنانکہ اہل صف نماز را از  
 آن حیرتہاروی داد بعد از ادائی تسلیمتیں حضرت خواجہ بہ تعجیل  
 ہرچہ تمام تر از مسجد بیرون رفتند از ان پس دو شہ تن از نزدیکان  
 را فراہم آوردہ در منزل خود ادائی جامعہ می فرمودند و ایضاً بہان  
 عزیز حکایت کرد کہ من نیز از ان مقتدیان مخصوص آن مقتدای امام  
 بوم روزی در میان نماز دیدم کہ حضرت خواجہ را روی بسوی



قتله است و بسوی ما و بر ما نیز می نگردند از مشاهده این حالت بر من  
 رعبه افتاد و تا به لرزش و جیش تمام نماز را به آخر رسانیدم و آنچه  
 دیده بودم معروض دادم تبسم نمودند و از افشای آن مرا منع فرمودند  
 را تم این حروف عفی اللہ عنہ گوید این دو معامله مذکور و و شاید عدل  
 اند بکمال مناسبت و تبعیت ایشان بحضرت خواجه عالم صلی اللہ علیہ و آلہ  
 و اصحابہ و سلم، چه اذان حضرت علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ مروست که در نماز  
 جوش سنیه انورش تا بمیلی رفتی و نیز از خصایص آنحضرت است که همواره  
 از قفا چنان می دیده اند که از پیش، لیکن حضرت سید الانبیاء را همه  
 وقت و فوراً این معنی حاصل بوده و این بزرگ امت او را از غایت اتباع  
 آن سرور اگر در نماز که معراج مومن است وقتی از اوقات این دولت  
 روی داده حال نبود که بزرگان گفته اند تابع کامل را از همه چیز  
 متبوع پروردی و نصیبی است۔

با وجود حصول این حالات و کمالات در جوار طلاب باستان  
 ایشان حضرت خواجه از یمن همت عالی و تفرید والا بر سر مشیخت  
 و تعلیم طریقت نیامدند و بسیرا و در انهر دلخ و بدخشان شدند تا  
 عزیزان را که ازین سلسله بزرگ و دیگر سلاسل دران دیار  
 بر مستدار شاد و اکمال بودند دریافته از فوائد زائد مستفیض  
 گردیده، تصحیح احوال حاصل فرمایند. دران سیر صحبت مولانا شیر  
 غانی قدس سره نیز رسیده، برخی از احوالات حاصل را بسمع ایشان  
 رسانیده از مولانا تحسینها دیده اند چنانکه در بیان مولانا تفصیل  
 آن بکتاب نسوات القدس ذکر خواهد یافت و از آنجا متوجه سمرقند



شدند و از راه بسوی بعضی دوستان بهیستد وستان مکتوبی بزرگداشتند  
که آن در مکتوبات شریفه ایشان مسطور است و اولش این بیت است  
من از محیط محبت نشان همی دیدم  
که استخوان عزیزان بسا اصل افتاد است

در آشنائی آنکه متوجه بلدی آن بلاد و ماوراءالنهر بوده اند حضرت مولائی  
اعظم خواجگی اکنکی در واقع برایشان ظاهر شده اند، فرموده ای  
فرزند ناچشم ما بر راه شماست، حضرت خواجہ را وقت بغایت خوش  
گشته و این بیت خود را آنجا فرمودند یا آنجا بر زبان راندند  
می گذشتم ز غم آسوده که ناگه ز کمین

عالم آشوب نگاہی سیر را هم بگرفت

چہ حضرت مولانا می متبرک بزرگواری در آن وقت و دیار از کبار مشائخ  
این سلسلہ علیہ نقشبندیہ بوده اند و بر طریقہ خاصہ خواجہ بزرگ  
چون کوه تقیم و نسبت ایشان به دو واسطہ بحضرت خواجہ احمراری  
رسید چہ ارادت ایشان بوالد ماجد ایشان مولانا درویش محمد اکنکی  
بوده و ایشان را ارادت بجال ذوالاحوال خود مولانا محمد زاهد  
و خوشواری و ایشان را بحضرت قطب الاخیار خواجہ احمراری رحمہم اللہ  
و چون امید است کہ عنقریب احوال این اکابر و خلفای آنها در کتاب نہات  
القدس " بون اللہ تعالیٰ تفصیل مرقوم گردد اینجا بہمین مقدار اکتفا نموده آمد  
بالجملہ چون حضرت خواجہ ماقدسی سرہ بخدمت مولانا می مذکور رسیدہ اند نہایت  
عنایات و رعایات فرمودند حضرت مولانا بعد از استماع احوال بلند ایشان سہانہ  
و دلایب و نیاز را دخیلوت بالیشان محبت داشتہ اند و بعضی زوائد و اطلاعی داد



فرمودند کہ کار شما بنسبت اللہ سبحانہ و بہ تربیت روحانیت اکابر این  
 سلسلہ علیہ بانجام رسیدہ، شمارا باید باز بہندوستان روید کہ این  
 سلسلہ علیہ را آنجا از شمار ولقی تمام پدید آید و مستفیدان عالی مقدار  
 آنجا از زمین تربیت شہرہ وی کار آیند۔ خواجہ ماہر چند از راہ انکار و  
 دید قصور احوال عندہ ہا در میان نہادہ اند حضرت مولانا از الحاح باز نہادہ  
 اند و راہ استخارہ نیز موافق فرمودہ مولانا کشودہ عزیزی از اقربائی  
 حضرت مولانا کہ از حاضران آنوقت بودہ گفت: چہن بعض یاران قدیم  
 الخیر مت صاحب النسبت حضرت مولانا شنودند کہ حضرت مولانا خواجہ  
 را درین چند روزہ محبت خلافت و اجازت کاملہ دادہ رخصت کشور  
 ہندوستان فرمودند از غیرت بشوریدند و چون خبر بشورش آنان  
 بحضرت مولانا رسیدہ فرمودند کہ یاران نہانستہ اند کہ کار این  
 جوان را تمام کردہ نزد ما فرستادند جز این نہ بود کہ نزد ما تصحیح حوالہ  
 خود نمود فلّا جرم ہر کہ چنان آید چہن رود پس حضرت خواجہ مازلال  
 آسا بطالع لب تشذگان بیابان ہندوستان متوجہ آن کشادہ ہوشیار  
 گردیدند و زمانہ زبان حال مضمون این مقال را مترجم گشتند  
 شکر خکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارمی کہ بہ بنگالہ بیرون

چون بہ ہند رسیدند سائلے در بلدہ لاہور رہانند و بسا علما و فضلاء  
 آن بلدہ شیفۃ محبت ایشان شدند لیکن از آنجا کہ شہر دلی بقعہ  
 ایست دارالاولیاء و بیت الفقرا آنجا آمدہ در قلعہ فیروزی کہ سر  
 منزلی است بغایت دلکش و مشرف بر دریا و مشتمل بر مسجدی در  
 نہایت عظمت و برکتہ و عمارت سکونت اختیار نمودند و تا زمانہ تکمل



ازین دارِ پُرِ ملال بجائے دیگر انتقال فرمودند فصل دوم در بیان مجملات  
احوال شریفه آنحضرت از خشوع و افتقار و تصرفات و افاضات و تحمل  
و تفرید و قبل و غیره از من الصفات الملکیه و الاطوار المرضیه با بیان  
قضیه انتقال ایشان ازین دارِ پُرِ ملال بشیوہ مرضیه حضرت خواجه  
ماقدس سرہ ہنگی ستر احوال و اخفا و خمول و اندوہ و ابود و از غایت انکسار  
ہمیشہ دیدہ قصور اتوال و متہم و اشتیاق نیت نصب عین ایشان و جز  
برائے استمالت زائد و جواب سائل آنہم بقدر ضرورت تکلم کم می  
فرمودند مگر آنکہ مسئلہ از مسائل غامضہ این طائفہ شریفہ کسے معروض شد  
انگاہ ناچار در تنقیح آن چنانکہ طالب راتشفی تمام حاصل آید سخن میگرداند  
آنہم از وفور شفقت بود کہ مباد آنرا کج فہمیدہ کج رود با ہمہ حزن با آیندگان  
در کمال بشاشت تلقی میفرمودند و در انجام حاجات مباحہ مسلمین خود را  
از ہر وجہ معاف نمیداشتند در تعظیم سادات و علماء و مبالغہ می نمودند  
در جزوی و کلی عملیات بفقہای متورع رجوع میفرمودند چون طالبی  
باستان ایشان میرسد از غایت انکسار خود را در ازین کار عظیم و  
نمودہ عذرہا میفرمودند اگر آن آئندہ صادق می بود و از خوان نوال ایشان  
روزی بگذشت از انکسار ایشان بیشتر بلکہ منزلت و کار ایشان پے می برد  
خود را بخند مر آن آستان می سپرد و بزبان حال میگفت ملولفہ۔

ازین درنداریم روی گذر اگر چه از دو عالم گذر کردہ ایم  
بیان نکہای این میگسار حوالہ برایش جگر کردہ ایم  
چون آنحضرت رسوخ طلب آن طالب میدیدند در آغوش عنایت  
و کنت تزییش میکشیدند گویند جوان خراسانی مدتها مجاور منرا فیاض



الانوار خواجہ قطب الدین بختیاراوشی قدس اللہ سرہ بود و از در و حانیہ حضرت  
خواجہ طلب پیر مکتلی می نمود کہ در قید حیات اینجہا نے باشد بعد از رسیدن حضرت  
خواجہ مابدلی آن جوان را در واقعہ نمودند کہ بزرگے از طریقہ نقشبند یہ  
اکنون بشہر رسیدہ خدمت اورال لازم گیر حسب الامر بخدمت ایشان رسیدہ  
واقعہ مع و غن داشتہ التماس قبول نمود، فرمودند این مسکین خود را شایان  
آن نمی بیند و نگیرے خواہد بود چون از دہر انکسار عذر بسیار فرمودند آن  
برنا بزدیہ خود باز گشت شب دیگر ویرا گفتند آن بزرگ ہمانست کہ دی  
نجد متش رسیدی و انکسار و دیدی فرداش آن جوان چنان آمد کہ دیگر  
باز نگشت و بعضی قبول رسید و دید آنچه دید و بسا بودی کہ آنحضرت از غایت  
انکسار بعضی طلبہ صادق العقیدۃ ذوالاحوال صاحب محبت و خدمت خود را  
نیز میفرمودند کہ این بجاصل شایان آنچه گمان برده اید نیست بجاہای دیگر  
تر و دنامید و اگر اہنہای بیابید پس این فقیر را نیز اعلام فرمائید تا ما نیز  
بخدمت او شتایم، با حد کہ زخم خود را مرہمی یا بیم این فقیر از زبان  
شریف خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ علی رؤس المحبین شنودم کہ  
فرمود مرا نیز آنحضرت بکہ تمام چنین فرمودند چون الحاح ایشان  
بسیار شد توقف را در از ادب دانستہ متوجہ اگرہ شدم بعد  
از رسیدن بآن شہر حیران و سر اسیمہ بودم کہ چہ چارہ سازم  
و با خود میگفتم باستان ایشان رفتہ معروض دارم کہ امتثال عرض  
نمودم چنان کہ میفرمودند دنیا فتم درین مین براہی میگذاشتم  
کہ از سراسر سہروردی دلربای جغوش ہوش رسید چون نیک استماع  
بنمودم قوالان را این بیت شیخ سعید سعدی شیرازی رحمہ اللہ بر زبان



بودہ

تو خواہے آستین افشان و خواہی امن اندیش گس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی  
 سماع این بیت و امان برانگرم ز دسرا ز پانشناختہ بخد مت ایشان  
 رسیدم و گفتم انچہ دیدم و شنیدم، وقتی دیگر فقیری از لاہور ایشان  
 را در واقعہ دیدہ کہ ابلق سوار میگذازند و خلایق بسیار در دُنیال ایشان  
 و میگویند این قطب و قست بعد ازین رویان فقیر بعقبہ والا رسیدہ  
 التماس قبول کرد ہمان عذر مذکور سراپا نور و در میان آوردند آن  
 بیچارہ بسجد آمدہ بگریہ و افغان و خاطر پریشان و رنج در ویشان  
 در دِل نہاد و گفت ای یاران این چہ ناز و گداز است کہ خواجہ  
 بمن نمودہ است و دلم را رلودہ اکنون کہ ناشاد و خانہ برباد آمدہ  
 ام این میگویند و میرانند من بیچارہ چہ کار کنم و کجایم و منبوخی این  
 صاحبزبان آورد کہ بسیاری از حاضران را استیلائے گریہ  
 داند و از ہوش برود و شوری عجیب برخاست تا بگوش حضرت  
 خواجہ رسید پر سیدند کہ چہ شور است معروض داشتند ع  
 کز لب شیریں تو شوریت در ہر خانہ تبسم نمودند و آن درویش را  
 طلبیدہ بہ تلقین ذکر جذبہ آلہی نواختند

تا نگرید طفل کی جوشد لبّ تانگرید ابر کے خند و چین

طریق آنحضرت قدس الشریعہ العزیزہ آن بود کہ ہر کرامی پذیرفتند  
 نخست توبہ اش مسیدادند و اگر عشق و محبت آن طالب را بخود  
 بسیار رسیدند بطریق رابطہ و نگاہداشت صورت خود بحقیقت  
 جاتواش امر میکردند و بسیار کشایش ویرانہ ازین احضار و نگاہداشت



حضورت شریف پدیدار میگشت خوانجه پیران نام از خواجهای و صبیعی  
 که از اکابر خود نسبتها و اجازه تها یافتند بود و بخدمت ایشان رسید و  
 طلب افاده و افاده نموده ایشان ویرابه نگاهداشتند صورت خود  
 دلالت نمودند و وی در تعجب رفت و با محرمان خود گفت این شغل  
 مناسب حال جمعی است که اول قدم درین راه نهاده باشند مرا  
 ایشان کرم نموده بمراقبه عالیه از ان اشاره نمایند و ستایش  
 گفتند مثال امر باید نمود و از فضیل احترام فرمود چون عقیدتش  
 درست بود و اچار به نگاهداشت صورت مبارک پرداخت و در وی  
 نرفته بود که آن صورت او را فرو گرفت و نسبت عظیم بروی استیلا نمود  
 تا غلبه سکرش بجای رسید که با وجود تکلیف و کبر سن مقدار دو ذراع از  
 زمین میجست و هر سوی خود را بدیوار و اشجار میزد با آنکه چند تن که  
 از جوانان وی را گرفتند بودند و قوتشان به نگاهداشت او نماند  
 تا وید آنچه دید اما بیشتر مرطالبا را از کردل بطریق مقتدره اکابر این  
 سلسله است دلالت می نمودند جمعی را بذكر نفی و اثبات و برخی را بذكر  
 اثبات حدت یعنی ذکر ذات عز و شأن و از نایب سرایان نسبت آن  
 حضرت قدس سره بسیاران بجز و دیدن ایشان مجذوب و مغلوب  
 میشدند گویند یکبار خطیب بر منبر بوده که نظر بکمال ایشان کشیده  
 زعقنه ده از منبر برافشاد و شبی از شبهای ماه رمضان حضرت  
 ایشان را قدس سره بدست خادمی به آنحضرت فالوده فرستاده  
 اند چون آن خادم از کو بیان ساده لوح بود بدر و از ده خاص رسید  
 و حلقه در زده حشمت خواجه دیگر را بیدار نکرد و خود برآمده اند و نظر



قالوده را از دست او گرفته فرموده اند نام تو چیست معروض داشته  
که ما فرموده اند چون خادم شیخ احمد مائی یا مائی بحجرت مراجعت آن  
خادم ویرا جذبه سکندر نسبت فرود گرفته و فریادکنان و افتان و خیزان  
خود را بحضرت ایشان ماسانیده آنحضرت پدسیده اند که حال صییت  
بشورش دستی تمام میگفته که همه جا چه در حجره چه در شجره چه در زمین و چه در  
آسمان نوری بیرنگ بنفایت و نهایت می بینم که بیان آن نمیتوانم نمود  
حضرت ایشان ما فرموده اند البته حضرت خواجه مقابل این بیچاره شده  
اند که از مقابل آن آفتاب پرتوی برین ذره افتاده فروداش بخدمت  
خواجه رسانیده اند تبسم فرموده اند

بروز حشر شهیدان چون آنها طلبند تبسم کن و خاموش کن زبان همه  
گویند روزی عسکری بملازمت ایشان آمد ایشان به تقریب طهارت  
از مسجد بدون رفتن خادم این سپاهی بدون در عین اسب  
گرفته ایستاده بودند و تنگ و استبراکت نظر کیا اثر ایشان بران خادم  
افتاده بود چون مسجد در آمده اند خبر رسیده که خادم آن عسکری را جذبه  
و بخودی بر خاک افکنده است میان اسپان چون گوی هر سوی  
غلطانست و از قبیل شلم تاپاسی لاذشب همچنان در اضطراب بوده بناگاه  
بشوریده و روی بازار نهاده و همچنان در صحرای بدون رفته دیگر هیچکس  
از خبری نیافته سیدی و مرشدی میر محمد عثمان سلمه افتد فرمودند  
صبیه ما مرضه داشت بکرات آن مرضه را ولایت بمریدی حضرت  
خواجه کریم دی ابا نمود تا روزی آن صبیه را بتقریبی بصحوب آن  
مرضه بملازمت حضرت خواجه فرستادیم ایشان آن طفل شیر خواره را در کنار



مبارک گرفتہ شفقتہا نمودند آن طفل دستے بحسن شریف ایشان برده  
موی از لحيہ مبارک بدست او بماند فرمودند طفلک میرا تا یادگاری می گیر  
دور حد و دہان ایما انتقال فرمودند و آن موتی مبارک تا امروز تبرک  
و یادگاری بماند ۵

مرا از زلف تو موی پسند است      فضولے مسکنم بوی پسند است  
چون آن مرغہ نجافہ مراجعت نمود ساعتی نرفتنہ بود کہ آثار مستی و جذبات  
بر دپیچیدن گرفت و دی خود را بران نمیداشت تا آنکہ فریادی سخت بر  
آورد و بیہوش بیفتاد و از پهلوی چپ او حرکت قلبی چنان غلبہ برداشت  
کہ ہمہ یاران معائنہ می نمودند بعد از مدتی بہوش آمد پرسیدہ شد کہ چه بود  
و چه دیدی؟ گفت ساعت بساعت حضرت خواجہ بصورت ہیبت عجیب نمودار  
نظر من میشد تا آنکہ امری مرا از جان ربودہ دیگر نمیدانم کہ چه شد  
جز آنکہ دل خود را اللہ گوی یا بزم، سیدی گفتند بحضرت خواجہ قدس  
سرہ حال او عرض کردہ شد تبسم نمودند و تعلیم ذکرش فرمودند و آن  
صالحہ امروز در فیروز آباد از نسا صاحب احوال است و آن صبیہ سیدی  
کہ در خانہ راقم است نیز از زمین آن نظر خداوند عفت و حضور چنانکہ  
حضرت ایشان ما اور البسر علیک بعض نسا و اکرات ما مور گردانیدہ اند  
و آئین نازمین حضرت خواجہ از غایت مخلص پروری و شفقت گستری  
آن بود کہ ہر کہہ تعلیم ذکر میفرمودند ہمداران اشارت تعلیم ذکر سمیت  
و توجہ شریف شامی مال و مال او میداشتند و راہ نقوش کونسیہ  
ہمہ در اک حقیقت جامعہ اوی بستند گو یا تسمیہ نقشبندی را الظہور  
می آوردند تا ہمداران لمحہ زبان دلش باز گو یا میشد و حضور و جذبہ



وئی را در آغوش میگرفت بعضی چون مرغ بسمل بر خاک مینماطیدند و بر سر  
از خود غائب شده بکثرت میرفتند و بعضی را بعد از این کیفیت غواطم مثال  
یا ارواح یا معانی منکشف میگردد و بر روز یا میکشید تا بهم نظر ترمیمیت  
ایشان بصحرا و افاتش می آورد و مصداق ایشخ نیمی و نمیت بظهور می  
پیوست و این عنایت ایشان بر سبیل تعلیم بود حضرت ایشان ما قدسنا الله  
بسره الاقاس روزی بتقریبی فرمودند شمول و عموم این نعمت یعنی گویا  
شدن دل بذكر و حصول جذب در بدایت تعلیم مرطالبان این طریق را  
از الحاقات لازم البرکات حضرت خواجہ ما است قدس سرہ ہندہ معرض  
داشت کہ مگر سابقاً متحول این اکابر بنمود فرمودند کہ بود اما بدین تعلیم  
در بدایت بنود نیز فرمودند کہ چون ستر اختیار این شمول و عموم را از حضرت  
خواجہ پرسیدم فرمودند از ان روزگار تا حال در طلب ہمت اہل ارادت  
نقصان و فتور بسیار رفتہ و حوصلہ ہای طلاب را ہر تھلیل گرفتہ و نور  
شفقت بران داشت کہ بے مجاہدہ و سعی دتر و ایشان شربی رسانیدہ شود  
تا پیادگان ہادیہ طلب را مرکبی باشد و برودت شان بحرارت مبتدل گردد و  
چون حضرت ایشان این حکایت باخر رسانیدند آہی برکشیدند و این دعا  
بر زبان راندند کہ جزاۃ اللہ عن الطاہرین خیر الجزاء و ہم حضرت  
ایشان طاب ثراہ بتقریب قوت کاملہ پیر بزرگوار خود را فافادہ این نسبت  
گرامی فرمودند و روزی یکی از مخلصان قریب ایشان این خواست کرد کہ  
خدمت ایشان یکے از رسائل شریفہ ایشان را بہ نیت حصول حضور بگذرانہ  
حضرت خواجہ دور و زسے آن رسالہ را بوی درس گفتہ و رین اشتافرمودند  
ای فلان نسبت از ان نزدیکیتر است کہ آنرا از رسائل تو ان اخذ نمود



صفت شفقت و ترحم حضرت خواجہ ماقدس سرہ تا غایتی بود کہ وقتی در لاهور  
قطر و عشرت افتاده بودند ان حضرت خواجہ در ان شهر بود و نہ تا  
چند روز نخوردند ہر گاہ طعام نزد ایشان حاضر میکردند میگفتہ اند از  
انصاف نباشد کہ یکے در کوپہ از گرسنگی جان میدادہ باشد و ما طعام  
بخوریم و آنچه حاضر مے بودہ ہمہ را بر گرسنگان میفرستادہ اند و خود  
بقوت روحانی کہ میراث ابیت عند ربی است میگذرانند ہ چون از لاهور  
متوجہ دہلی شدہ اند باب یاری بودہ کہ ہنوز فرسخی بل میلے طی نمودہ بودہ  
اند کہ عاجز مے در نظر ایشان می در آمدہ کہ پیادہ میرفتہ ایشان از مرکب  
فرود آمدہ و بر اسوار میکردہ خود تا منزل پیادہ مے آمدہ اند و شمار  
بر سر میکشیدہ کہ آشتائے بر این عمل خیر ایشان اطلاع نیابد و چون نزدیک  
بمنزل میرسیدہ اند بنیت اختاب از بیان مرکب سوار میشدہ اند و این  
شفقت ایشان شامل حال حیوانات تیز مے بودہ تا گویند شبہ ایشان تہجد  
بر خاستہ بودند گریہ بر لحاف ایشان آمدہ خفتہ بود آنحضرت تا روز پیمان  
از سر با محنت سخت کشیدہ اند و بہ بیداری آن گریہ راضی نشدہ اند و  
اگر خائے ہم از ایشان بظہور رسیدہ اند و فورہ شفقت بر خلق اللہ بودہ مثلاً  
اند جملہ خوارق ایشان این سہ خارق است کہ برنگاشتنی آید چون  
لی حفظ نمودہ مے آید موجب ظہور آن : وجود استبعاد ایشان از نمودن  
خوارق غلبہ شفقت بودہ خارق اول آنکہ یکی از فضلاء دہلی کہ بکری بعقد  
در آورده بود سالہا رفتہ اورا فتنی روز مے ندادہ از ادعیہ و ادویہ  
اثر ندیدہ چون وصف ایشان شنیدہ روزی کہ ایشان بجای سوارہ  
میرفتہ اند و عثمان در آمدہ بہ نیاز تمام قصہ را معروض داشتہ التماس







ایشان کہ مرتکب منکرات می بوده و انواع شرور از وی بظہوری  
آمده ایشان آنرا می شنوده اند و متحمل بوده اند روزی آن شریعہ را  
شحنہ باشارت خواجہ حسام الدین سلمہ التدریقید و حبس کشیدہ این  
خبر بحضرت خواجہ رسید خواجہ حسام الدین را اطلاعیدہ عتاب فرمودہ  
اند خواجہ بعض رسانیدہ کہ لبس فاسق و شریر است چنانکہ شرارت  
او متعین و متجاوز است حضرت خواجہ آہ سر دزد دل پر در کشیدہ  
فرمودہ اند آری چون شما خود را صالح با صفا و خیر یافتہ آید او در  
نظر شما طالح و کدیر و شریر می آید مگر بہیچ وجہ خود را از ممتاز  
ندانیم چگونه بہ زبان نہ بیان اورا کنیم این فرمودہ اند و پیر از حبس  
خلاصی داده اند و روزی حرکت شفقت ایشان از صلحا شدہ و این نسبت  
انکسار و دیدن فتنہ را حوالہ بر ایشان چنان مستولی بودہ کہ اگر از طالبی ناگاہ  
جریمہ صادر میشدہ و با ایشان میرسید میفرمودہ اند اینہا اثر بد صفتی  
است ہر گاہ در مابدے باشد ناچار برینہا منعکس میگردد و این فقیران  
چکنند و اگر از کسی مکروہ شرعی میدیدند بتصریح و شدت امر معروف  
منکر و ندب بہ لیت و کنایہ و تمثیل میفرمودند چنانکہ ناچار دل نشین آنکس  
میشد و سبب بر نصرت نکردن امر معروف و بیشتر آن بود کہ خود را اند  
سانہا س ممتاز نمیدانستند و ہرگز غیبت و قدح کسی بزبان ایشان  
و در مجلس ایشان نمیکزشت تا اگر کسی را ارادہ تخفیف مسلمانان در  
حضور ایشان بخاطر میگذشت ایشان بتوجیف آن مسلمان شروع  
می نمودند یا تم حروف گوید روزی در نماز و یہ مسجدی از مساجد  
تنہا نشسته بودم فقیری با فقیر دیگر کایت از شیوہ اولیا میکرد و درین



ضمن گفت من درین مدت زندگانی فانی خود یک مرد دیدم و انتم کہ چون  
 او بے نفس و بروباری درین زمانہ نخواہد بود نام مبارک خواجہ مارا  
 گرفت و گفت بر مزار شریف خواجہ قطب الدین بودم ناگاہ خبر رسیدہ  
 کہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس اللہ سرہ الا قدس شریف می آرند خادم  
 مزار در جایی کہ قریب بہ مزار بود برای ایشان سریری بہاد و بران  
 فرشی و سادہ بگستر و پیش از در آمدن حضرت خواجہ یکے از فقرائے  
 بی قید در آمد نظرش بران سریر و فرش افتاد گفت این چیست و برای کسیت  
 گفتند برای فلان عزیز آن بتقید بخشیت و درستی تمام زبان بہذمت  
 و دشنام ایشان کشودہ درین اثنا حضرت خواجہ در آمدند و آن  
 بی قیدش از پیش بچہ نور ایشان بہرہ گوئی پرداخت و گفت ای فلان  
 تو چہ لائق آئی کہ اینجا برای تو فرش افکنند جمع کثیر از درویشان خواجہ  
 کہ حاضر بودند بی آرام شدہ میخواستند وی را تنبیہ و تادیب نمایند حضرت  
 خواجہ ہمہ را بنگاہ خشم آلود از ان ارادہ بازداشتند و خود نزدیک آن  
 شتام رفتہ بزرگی تمام عذر در میان آوردند و گفتند چنانستہ کہ شما  
 میفرمائید من چنین و چنان چہ لائق آنم این کاری اشارت و تعلیم من شدہ  
 بخشید و بشومی من مغر خود را خالے مکنید و از آستین مبارک عرق  
 اورا از جبین او می چیدند و تواضع مے نمودند ناگاہ در مے چند طلبیدہ  
 بوی میدادند راوی گفت من سبج تغیر و تبدل در حال و گفتار خواجہ  
 ندیدم آن زمان مرا یقین شد کہ نفس ملکی کہ میگفتند درین عالم بودہ است  
 و بسیار بودی کہ بعضی از امرای مخلص ایشان بخدمت آنحضرت سیم و زر  
 میفرستادند کہ بموجب دید ایشان بفقر منقسم گردند آنحضرت با وجود



تفرید و آزادی شفقہ علی خلق اللہ خود متوجہ شدہ مستحقان شمت میگردند  
 و در ضمن آن مبلغ از سرکار خود نیز میدادند مع ذلک بعض محتاجان و در  
 از کار زبان لطف میگردیدند و صاحب ایشان میخواستند بمنع آنها بکشند  
 آنحضرت بآئینہ راہ انکسار می پیروند کہ یاران را غضب از سرسرفت  
 و بجای آن نرمی و شکستگی نشست و یاران را قولاً و فعلاً بر نیستی و کم  
 دیدن خویش و بر داری دلالیت نمیدادند و آنرا دلیل راہ عرفان میفرمود  
 و اگر از اصحاب ایشان خلاف این امر ظاهر میشد بعتاب بسیار نصیحت  
 نمیدادند چنانکہ از مکتوبہ بے کشفیج تاج درین باب تحریر فرمودہ اند واضح  
 خواهد شد انشاء اللہ بھاء و زہد و استغنائے ایشان از امتعہ دنیویہ تا  
 بحدی بود کہ سخن امور دنیوی ہرگز مذکور مجلس شریف نمیشد مگر بتقریب  
 سفارش حاجتمندی و ہرگز تدبیری درین امور برای خود و درویشان  
 نمیکردند و در حق مریدان رشید جز بفقہ و مسکن و فاقہ و قناعت نمی  
 خواستند و میفرمودند بہر کہ امداد مالے از ما بظہور آید یقین راند کہ ما را  
 بودی در محبت دینی مقصداً نے بہت بعضی تو نگران کہ از اہل ارادت  
 بودند التماس آن نمیدادند کہ کفائی برائے فقرائی آستان ایشان  
 معین نمایند ایشان در حق جمعہ کہ نسبت معنوی با آنحضرت و رحمت  
 کردہ بودند در رضا میدادند و بہادوان ایشان را مجوز میداشتند و از غایت  
 تنفر کہ ایشان را بقبول امتعہ دنیویہ بود وقتی کہ عزم جزم سفر حجاز  
 کردہ بودند عبدالرحیم خان المشہر بن خانان نام کہ از مخلصان این  
 طائفہ بود و خصوصاً بحضرت خواجہ عقیقت و ارادت تمام داشتہ  
 چون آن خبر بشنود صد ہزار روپیہ کہ بزبان ہندک نامند بخرچ زاد و راحلہ



ایشان و درویشان مرسل داشته عرض نمود که بقبول آن بر من منت  
نهند چون حضرت خواجہ آن بشنود روی در ہم کشیدہ فرمود و ندیک رفتن  
چون مائی گرافی آن نمیکند کہ اینہم سیم و زر مسلمانان را صرف خود کنیم  
و ضائع سازیم نیز رفتند و باز گروانیدند و بی تقیدی ایشان و در  
لبوس و ماکول و مسکن تا بحدی بود کہ اگر چندین روز یک طعامی  
غیر مرغوب و مطبوخ نزد ایشان می آوردند ہرگز نمی گفتند کہ غیر  
این بیارند و کذلک اگر چندین روز جامہ در بدن شریف ماندہ  
شوغلین میشد میفرمودند کہ دیگر حاضر سازند و نیز ہر چند در خانہ تنگ  
و تیرہ می بودند تا آن مسکن شکستہ شدی یا از خاک و خاشاک پرگشتہ از آنجا  
غرق لجنہ تسلیم و رضا بودند و اظهار تعجب و تنظیف تنویر آن ہرگز نمیکردند با وجود  
این ہمہ تسلیم و فنا و رفتگیہا و ضعف بدن کہ ہمیشہ ایشانرا بود و دوام  
وضو و کثیر طاعت شفاف تمام داشتند بعد از ادا سہ نماز عشا کہ کحجر شریف  
میرودند قدری مراقب می نشستند چون ضعف بر اعضا غالب میکرد و  
بر خاستہ تجدید وضو نموده دو گانہ گذاردہ بازمی نشستند باز چون اعضا  
بضعف و دردمی آمد چنان میکردند اکثر شب چنین میگذشت و  
احتیاط در لقمہ تا بجدی میفرمودند کہ ہدیہ کہ میرسد اگر چہ آنرا بحکم  
حدیث صحیح نمن لازم و الہدیہ رد نمیکردند اما آنرا بخصو صہ خرج ہم نمیکردند  
بل از محل اطیب قرض حسنہ میکردفتند و بدل آن آنرا میدادند کہ  
بحکم فقہا آن در بہ دیگر در حلت پیدا میکند و تاکید تمام میفرمودند کہ  
بہندہ طعام بوضو بود بل از این باب حضور و صفحا باشد و ہنگام طبع  
بحرف و نیادی نہ پوارہ و میفرمودند از لقمہ کہ بے حضور و احتیاط



خورده شود و دومی می خیزد که مجاری فیض را می بندد و وارد احوال طیبیه  
 که رسید فیض از مقابل قلب نشوید و تپه مریدان را برین احتیاط  
 ترغیب می فرمودند و جمعے که فی الجمله مسامحت و ران جائز می داشتند  
 ضرر آنرا در احوال آنان معائنہ می نمودند و روزے یکے از درویشان  
 صاحب حال و کشف آمده معروض داشت که در کار خود بستگی می  
 بینم و در باطن کدورت می یابم ندانم چه تقصیر از من سرزده آنحضرت  
 متوجہ شده فرمودند از لقمہ بے احتیاطی رفته است او معروض داشت  
 که لقمہ همان لقمہ هر روزہ است ایشان فرمودند رفته نیک <sup>تفحص</sup> نمائی  
 که غیر ازین معلوم نمیشود البتہ در جزوی از ابزاد آن فتوری رفته  
 چون نیک تفتیش نمود معلوم شد که دوستی چوبی برائے سوختن که نه  
 ازان چوبهای احتیاطی بوده داخل کرده بودند و کذلک در ہمسہ  
 امور علی ایشان بر عزیمت ادنی بوده و از آنجا کہ در کتب احادیث  
 و روایات فاتحہ خلف امام مرویات کثیرہ صحیحہ آمده چند روز بران  
 ہم آمده بودند کہ فاتحہ خلف امام قرائت نمایند درین اثنا امام  
 الائمہ مراجع الائمہ امام ابو حنیفہ را بر نشی المشرعہ در معاملہ دیدہ  
 اند کہ قصیدہ غزادر مراجع خود میخواند و اندک ازان این مضمون مستفاد  
 میگرددیدہ کہ چندین ادبیائے کبار در مذہب من بوده اند بعد  
 ازین واقعہ ترک قرائت خلف اما نمودہ اند و این احتیاطها کہ در  
 لقمہ گفته شد از نزاکت و صفای نسبت لطیف شریف ایشان نیز  
 بود چنانچہ آئینہ از غایت صفات اب نفس ہم ندارد و از نیجا بوده  
 کہ در صف جامعہ در ہر جانب خود از خلص اصحاب خویش را ایستادہ



می کرده اند که اگر برگمانه می بوده فی الحال غفلت و نقصان ادب و خطرات  
 او در آئینه ایشان منعکس میشده، روزی یکی از درویشان که محتاج کاف  
 بوده در خاطرش التماس طلب آن عبور می نموده با ایشان نماز کرده  
 آن خطر او برایشان ظاهر شده بعد از ادا اے نماز فرموده بفرمان و  
 هر که احتیاج لحاف دارد بدین آن درویش میگفته که همیشه از آن روز  
 ترسان می بودم که مبادا خطر که موجب ملامت ایشان باشد بر من  
 بگذرد و تفرید ایشانرا آن پایه بود که از هدایت تا نهایت یسبح یک  
 از احوال بلند و مکاشف از حجت سرسخت ایشان فرود می آمد  
 در عین بکریافت و هم از نایافت زده خشک لب بودند این  
 رباعیه شریفه نیز دلائل برین حال ایشان بنماید رباعی  
 در راه خدا جملہ ادب باید بود تا جان باقیست در طلب باید بود  
 در یادریا اگر بکامت ریزند گم باید کرد و خشک لب باید بود  
 روزی عزیز می یکی از مخلصان ایشان کتابتی نوشته بود ایشان بر  
 ظهر آن کتابت رقم نمودند که در یغ این عاجز گرفتار را قوت کار نماند  
 و اگر نه به توفیق اللہ تعالی درین دوروزه عمر دیوانه وار ماتم باز  
 ماند گے خود میداشت و در حجت جوی کیمیاے مقصود تک و دو سه  
 می نمود و زندگانی فدائی این راه میکرد حق تعالی درین افتادگی  
 نیز دیدی و آشوبی کرامت فرماید که کار دو چہانی خود را در قبضہ اختیار  
 و اقتدار اید و نهادہ از مجموع گرفتار یہا فراسے بیا بم آمین یا رب العالمین  
 امید اذان برادر آنت است که روی بر خاک بند و از برائے حصول این  
 آرزوی فقیر از خدای عز و جل بخواهد کہ دُعَاؤُ الغائب للغائب سرع



اجابہ آمد والدعاء از خدمت شیخ تاج الدین سلمہ اللہ شنو دم کہ گفت  
 روزی حضرت خواجہ مارا دقتی رویدا کہ پچنین بندہ ای قبا کشا وہ  
 با سیدہ عریان و دستار پریشان متوجہ ساحل دریا شدند آثار  
 شکستگی بسیار و تلق فراوان و اندوہ عظیم از ایشان ظاہر بود من در  
 قفائے ایشان میرفتم بعد از مدتی ایشان از آمدن من اطلاع یافت  
 باہ و در دستام فرمودند کہ ای فلان آقادر و ارباب و احوال و فیوضات  
 و انوار و اسرار میریزند کہ اگر این دریا سیاہی شود از نوشتن آن  
 کوتاہی کند اما مرا از اینہا چہ کہ مطلوب من از دید و دانش و درست  
 نہ قدس سرہ

طلب بحیون و مطلب ہیچگونہ نہ آنرا شبہ دنی این را نمونہ  
 و ہم شیخ تاج الدین حکایت کرد کہ روزی در عصف جماعت نماز در  
 پہلیے ایشان بودم در میان نماز آثار استیای گریہ و اضطلال  
 از ایشان احساس نمودم بعد از اداۃ نماز پچنان حیران و گریان  
 بجزہ شریف رفتند من نیز بر اثر ایشان در آدمم و پچنان ایشانرا  
 گریان و کثیر الاحزان یافتم بعد از ساعتی گستاخی نموده پرسیدم کہ  
 سبب این گریہ بے اختیار و اندوہ و آشنگی بسیار چہ باشد گفتند زین  
 بگذر و مارا بدین درد بگذار از اینجا کہ بغایت ایشان بس ولیہ بودم الحاج  
 نمودم فرمودند در عین نماز کہ معراج مومن است روح من در طلب مطلب  
 و راء الورد عروج نموده در جست و جوی آن چند آنکہ مقدور داشت  
 این مرغ پر بال نزد بشتش بیچ نیامد ناچار حیران و گریان خود را در  
 نفس قالب انداخت این گریہ و اندوہ من حسرت بود و ہم شیخ تاج الدین



فرمودند و نزدیکی در حجره خاص ایشان در آمدیم ایشانرا بغایت مغلوب  
و مستهلک دیدیم در حکایت شدم اما آثار شعور بکلام خود در ایشان نیام  
بیشتر گفت و گو و سوال در میان آوردیم تا بعد ساعتی چند تکلم آمدند  
و ساعت بساعت آثار صحو ظاهر شدن گرفت بعد از آن فرمودند فلان  
کس امر و زنجب رسیدی و زینی یا خمیرائی باشدے که در حیرت و دہشت  
و نیستی عجب رفتہ بودیم ہم ازین غلبہ تفرید ایشان بود کہ سرے بمشغیت و  
محبت داشتن ایشانرا اصلاً نبود و آیام توبہ ایشان بتربیت ایشان  
بد و ستر سامت کشید چون حضرت ایشان ما قدس سرہ از زمین الظاہ و  
الطاف ایشان بہمال اکتال رسیدند انحضرت خود را از صحبت و  
تعلیم ارباب ارادت باز کشیدند و یاران را چہ بتعرف و چہ  
بتکلیف بالیشان حوالہ نمودند چنانکہ تفصیل آن در احوال حضرت  
ایشان بیاید انشاء اللہ سبحانہ و خود انزو اگزیدند و بشیوہ قطب  
آفاق ابوعلی وفاق قدس اللہ سرہ بدر و داند وہ عظیم سر بگریبان نیستی  
در کشیدند و جز نماز جماعت بمسجد حاضر نمیشدند و ہر کہ ایشانرا میدید  
ناچار از عدویشان ارادہ ان بنظر الے میت پیشے علی وجہ الارض فلننظر  
الے ابن ابی قحافہ یا و میکرد مع ذلک از ہیبت و دہشت دیدار ایشان  
ہر کہ ہر کجا میبود سقش دیوار میشد و غافلان را بجز و دیدن ایشان بمصدق  
خبر از اراؤا ذکر اللہ بہر سبب تا بجائے کہ روزے عبور ایشان  
بیکے از قمرائے کہ سکنند ان مزارعان ہنود بودہ بوقوع انجا میدہ  
بجز و نہی کہ نظر انجماعہ بر ایشان او قتارہ باہد بگر میگفتہ اند کہ ابن  
عجب مروی است کہ از ویدن او خدا بیا و آید و از عظمت صحبت



بل رویت ایشان چه آشنای او چه بیگانه را سخن بر لب و مدعا در دل  
 می پیچید باینهمه انکسار ایشان از دہشت ایشان بسیار مردم و انا از  
 جا میرفتند عزیزے از اعلام فضلای معمر گفت روزی رسیدم بصفت  
 جماعت نماز کہ برپا شد و بود دوران صف حضرت خواجہ نیز بودند در  
 صف پیش جائے نہ بود مگر پہلوئے حضرت خواجہ کہ از ادب ایشان  
 در ایشان فرجہ گذاشتہ بودند مرا چون خواجہ اعتقادے چند ان بنور  
 ایشان طفل دیدہ بودم و الحال قیاس بخود خرد سال یافتہ رعایت  
 ادب بخاطر نیامد و آمدہ خود را در ان فرجہ دنج کردم ساعتی نرفتہ  
 بود کہ در شکوہ و عظمت خواجہ برولم حملہ آورد چند اندک خود را زان میکشیدم  
 فائدہ نمیداد تا بحدی رسید کہ بی اختیار در عین نماز اندک اندک خود را  
 بر قفای کشیدم و تا بجائی رسیدم کہ اگر قدم عقب بگذارم از صف  
 بیفتم خرد اگر شتم و از مشاہدہ این معاملہ از مخلصان حقیقے آن عالم  
 بزرگوار گویاشدم و باینهمہ بہت فادہ از جوش قلاق و سقوط و یخلق تنہا در  
 کوچہ و بازار میگذشتند و در زیر سایہ دیوارے بر خاک می نشستند  
 باینهمہ سستی و ذہور فستکی با وحیرت سر روی در امور شرعیہ و التزام  
 عزیمت متوری منیہ ذلت و سماع در قص و جد و حال را آنجا بحال نبودہ  
 تا بحدی کہ روزے در حضور ایشان میے از درویشان بکہر گفت  
 اللہ ایشان فرمودند یا و بگوئید کہ آداب مجلس نگاہ داشتہ مجلس ما بیاید  
 و اگر از مریدان ترک او بی البظہور میر رسید بظاہر ویرا خشونت نے  
 نمودند و نمیزانند متفریب ظاہری خود کجا باطن خود را از و میکشیدند یا  
 او بسنگی و احوال خود میدیدند در خواب و واقعہ بودی امرے می نمودند



کہ متنبہ می شد :-

”ای تو مجموعہ خوبی ز کد امت گویم“ شاہد عظیم بر علوربتہ ایشان ہمیں بس کہ  
دوسہ سال برسند مشیخت بودند درین مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوان دولت  
ایشان روزے مند گردیدند و چہ برکات و آثار کہ در کشور وسیع ہندوستان  
از ایشان انبساط گرفت و این سلسلہ طریقہ نقشبندیہ کہ درین دیار غریب  
بود ترویج تمام یافت بآنکہ بسیار از مشائخ این سلسلہ آمدہ سالہا  
بسیار درین دیار ماندہ بودند اما برکات این دوسہ سالہ دران سالہا  
کجا بود کما لا یخفی فاضلے باین حقیر گفت بعضی شیخان بزرگ صاحب حال  
و قال درین روزگار شصت ہفتاد سال در ہند شیخے کردند معلوم  
است کہ از ایشان کہ ماند و چہ ماند شاید بزرگے خواجہ شاماہیں بس  
کہ کچھل سالگے رفتند و دوسہ سالے ہدایت نمودند و عالمے را بہرہ  
ور گردانیدند و این فقیر از زبان شیخ بلند مکان لجنہ فقر و نیاز و عرفان  
ارشاد پناہ شیخ محمد بن فضل اللہ رحمہما اللہ شنود کہ تقریبے را در حق حضرت  
خواجہ مافرود نشان بزرگے این عزیز ہمیں بس کہ سہ چہار سال بیش  
بہدایت نہر داخت و تا امروز آثار و برکات آن روز افزون است  
گویند دران چند روزہ ارشاد ایشان بسا شیخانے کہ آنحضرت  
وہایم تہودات طلب بہ صحبت آنہا رسیدہ بودند و فاتحہ و دعا  
و تلقین ذکر از ایشان گرفتہ آنہا نیز منجذب شدہ آمدہ از مریدان  
غمد گویند بعد از قدوم ہدایت لزوم ایشان بشہر معظم دہلی  
بعض مشائخ بزرگ آن بلدہ از ظہور ایشان غیرت بردند و توجہات  
گماشتند آخر فائدہ ندیدہ جز ضرر خود ناچار از مخلصان حقیقے شدند



بعضی طالبان از جا ہائے دور دور بخدمت علیہ میر رسیدند و بدو برخے در  
 راہ عزم بودند کہ خبر انتقال ایشان شنودند و مرشدی میر محمد نعمان  
 سید اللہ گفتند: بدانی۔ از ملک خسرا سان در آگرہ بدار الشفای حکیم  
 بیمار دیدم از حالش پرسیدم گفت مرد چہیں و چنان بودم در دکن  
 حضرت خواجہ باقی را در خواب دیدم و عشق ایشان اینجا رسیدم  
 چون خبر انتقال ایشان شنیدم ازین اندوہ طول شدم و اکنون  
 بیایم و این حال خراب از عشق آن بزرگوارم، این گفت و زار  
 بگریست اکنون چون حرف انتقال ایشان رسید زبان شکستہ خام  
 را بران قصہ باید آورد چون سال عمر شریف حضرت خواجہ ما بچہل  
 رسید کہ تکمیل تمام طبعی انسانی دران است و تکمیل معنوی را نیز دران  
 اثری لا جرم حضرت خواجہ را بعد ازین اربعین از تنگنای این جہان  
 پیدلال ہوس انتقال شد اگر درین ایام خبر رحلت کسی شنود ندانہ  
 مرا ندول سراپا در نہ رہا و وہ میفرمودند خوش خلاص شد و مراد آنحضرت  
 باین خلاصہ تعزیری از لباس ہستی موہوم بود و بگرد شدن مشہور و  
 از خیال کہ لازم زندگانے این جہانی است چنانکہ طارف روحی قدس  
 اللہ سرہ الاقدس بزبان انتقان مترنم این مقال بود  
 من شوم عربان ز تن او از خیال تا خراشم در نہایات الوصال  
 دران ایام واقفہ نسبت بخود دید کہ آخر آن این عبارت بود و بیعت  
 و حمیداً طریداً فریذاً و نیز درین روز ہائیکہ از اندواج الطاہرہ  
 خود فرمودند کہ چہن عمر من بچہل سالگی رسد مرا واقفہ عظیم پیش آید  
 و برای تفہیم او بطبیعت آمد و گفت دست مبارک کشو و تہو و نہ در



این خطبہ بر کف منست نشانی آنست کہ گفتہ شدیم درین ایام گویند  
 روزی آئینہ بردست گرفتہ یکی از ازدواج خود را طلبیدہ فرمودند بیا تا  
 ما ہم درین آئینہ نظر کنیم آن عقیقہ میفرمودہ در آئینہ ایشان را پیر سفید  
 محاسن دیدم ترسیدم و گفتم بمن اینچہ منیاید کہ من زہرہ مشاہدہ آن  
 ندارم تبسم فرمودند و خود را بصورت اصلہ خود کہ محاسن عنبرین بود و  
 نمودند ہم درین ایام چنانچہ عادت شریف ایشان بودہ کہ مکشوف  
 خود را خواب گفتہ مذکور میکردہ اند روزی بر زبان شریف راندہ اند  
 کہ در بعضی خوابہائی معلوم میشود کہ درین نزدیک کس کلائے از سلسلہ  
 علیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد الگاہ فرمودہ اند کہ جائے در کنار شہر و ہلی  
 باید اختیار نمود و ترک اختلاط خلق کرد و ہما نجا دفن شد درین باب بعض  
 خلص اصحاب خود استخارہ فرمودہ اند چون اجازہ معلوم نشدہ  
 ترک آن ارادہ نمودہ اند باز روزی فرمودہ اند کہ دیدہ شد کہ میگویند  
 برای غرضے کہ ترا آوردہ بودند تمام شد الحال سفر باید کرد و مرتبہ دیگر فرمودہ  
 اند دیدہ شد کہ میگویند قطب زمان در گذشت درین حین من قصیدہ  
 غراور مرتبہ خود بخوانم و تعریفات عالیہ دران مندرج است چون اواسط  
 شہر جمادی الثانی سنہ ہزار و دوازدہ رسیدہ امرائے بر ایشان  
 غلبہ کردہ درین ایام فرمودہ اند حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ  
 را بخواب دیدم کہ فرمودند پیرا من پیوستید بعد از نقل این خواب  
 حضرت خواجہ ما تبسم نمودہ بر زبان راندہ اند اگر زندہ مانیم چنان  
 کنیم والا کھن ہم پیرا منی است و ہمچنین یکے از خلصان کہ درین ایام  
 ارادہ سفری داشت فرمودہ اند چند روز کسے جائے نزدیک کہ آخر ہائی



باز راست بعضی فخلصان رشید درین ضعف غوامض علوم تحقیق می  
نموده اند و آنحضرت تحقیقات عالیہ میفرموده درین میان شبے ضعف  
غلبہ نموده چنانچہ گویا حالت نزع بظہور رسیدہ بعد از مدتی بحال آمدہ  
فرمودہ اند اگر مردن عبارت ازین است چه نعمتی بودہ است کہ ازان  
حال برآمدن خوش نمے آید روز شنبہ بخت و پنج ماہ مذکورہ آثار  
احتضار ظاہر شدن گرفتہ بنظر ہائی کہ متضمن وداع یا ران باشد می  
بگرایتہ اند و اصحاب میگرایتہ اند و ایشان تبسم و تعجبے مینمودہ  
اند گویا افادہ آن میکردہ اند کہ عجب از شما کہ درویشانید و از دوا بردارنما  
بقضا بیرون آمدہ نزع می نمائید درین اثنا بر زبان درویشے کلمہ  
متبرک یا الہ العالمین رفتہ بسرعت تمام منجانب دے دیدہ روی مبارک  
بجانب او گردانیدہ اند یکے از حاضران گفتہ این توجہ و تحرک ایشان  
از شوق استماع نام محبوب بود ازین سخن آب در چشم مبارک جمع شدہ  
پا سے از روز مذکور ماندہ بود کہ جہرا بذر اسم ذات مشغول شدہ اند و  
ہیچنان التماس گویان جان بجان پشمرودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از انتقال  
موضعے کہ خاطر خلص اصحاب ایشان بران قرار گرفتہ برائے قبر حفر  
نمودہ چون جنازہ را در و ایشان در ایشان برداشتہ اند از دیوانگے  
کہ حاملان را بودہ بانجا کہ حفر قبہ نمودہ بودہ اند تا بوقت را نبرودہ اند بل زمین  
دیگر بردہ فرود آوردہ اند بعد از فرود آوردن دران زمین چہ بنید کہ  
این زمین مکانے بودہ است کہ روزی حضرت خواجہ تقریبے را با یاران  
آن موضع رسیدہ آنجا را خوش کردہ و ضوی ساختہ و گمانہ گذاردہ  
بودہ اند و خاکے ازان موضع پاک بدامن مبارک ایشان پسیدہ بودہ



بمذہبان شریف رانده اند کہ خاک این موضع دامنگیر باشد لاجرم  
 در همان مکان کہ حواری قدمگاه حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم است و نزدیک شاہ راہ، آن شاہ اقلیم ارشاد را گنج و اینجا کہ  
 سپردند و امروز بہ بمن سعی خدمت خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ  
 تعالیٰ حوالے آن مزار از آبشار و اشجار و از ہمار بہشتی شدہ میزار  
 وَيَبْرُكُ وَيَنْفَعُ ۛ

شمع مزار او ہمہ نور غفور باد دلہائے زائران و شوق غرق نور باد  
 فضلا و عرفا مرثیہا با تواریخ انتقال رقم زدہ اند اینجا بایاد تاریخ منظومہ  
 کہ را رقم را روی دادہ اکتفا میرود ۛ

ذاتی کہ بدوست بود باقی	از خود ہمہ فانی لہ صفت بود
بر خالق خویش جملگی عشق	بر خلق تمسام عاطفت بود
دی تشنہ دلم بسالِ فو تش	خوش گفت کہ بکسر معرفت بود

(از زبدۃ المقامات)



مثنوی قبل از زمانِ درویشی



## در توحید باری عزّاسمه

بنام آنکه دریائی وجود است	ز یک موحش در عالم را نمود است
عجب بحر است خود در خود شنادر	تعالی شأنه الله اکبر
نمودی قاریغ از تنگ خدائی	فرود رفته به بحر آشنائی
ز یک بحر است چه نفس چه آفاق	چه حش و عشق چه قید و چه اطلاق
همان بروحدت خود پائی برجا	ز خود کرد این همه کثرت هویا
ز بحر خود او کونین جوئی	ز جوئی لطف او آدم سبوی
ازین کثرت میفرود اعتبارش	وزین جنبش نشد هرگز قرارش

حوادث را بنده آتش نیست کاری

نیاید هرگز شش نوا اعتباری

(نوائیه باقیه)



# مثنوی

در بیان آنکه وجودِ صوری انسان چندی عالم خلقت است

اما حسبِ باطن از حضرت قدس است

من نه چینیتم که نمود من است  
جائی دیگر نفس وجود من است

نقطه فخر آب جماعت منم!	دانه سیراب زراعت منم
آبروی پیشانی من دلکش است	قطره نیسانی من آتش است
عقل نمک ریز کباب من است	خون جگر نام شراب من است
مردم دیده به بندوی ام	گوش نصیحت بر رضا جوئی ام
دیده متاع تیردگان من	شور دوز عالم به نمکدان من
خنجر مرغان سر جوگان من	گویی توبه نمک جان من <sup>(۳)</sup>
نافه مشکم شکر آینهخت	در تیره پوش نمک بخت
به تیر هر بند گهر مانده ام	درین - موی شکر مانده ام

(۱) چینیتم (۲) پس است (۳) پس است



خامه کلید سر انگشت من  
 تکیه بیا لیلن جگر کرده ام  
 غنچه تماشای بستان من  
 حرف من اکنون بسخن گوئی است  
 بر سر هر نکته علم می کشم  
 دیده عالم تماشای من  
 گریه سرم در بدری نیستم  
 گوهری از کان ضمیر من است  
 صفحه خاطر ورق خوشی ام  
 آنچه گفتم دمی خامی زدم  
 هر چه مرا هست از دیده ام  
 کرده بهنگام بیان ادب  
 زان یزید بیضایی تقصیر من  
 خور و کلان خرم اتحداد  
 گنج دو عالم همه در مشت من  
 خرقه آلوده بدر کرده ام  
 رشک بهار است زمستان من  
 در پی معجون همز جوی است  
 هر دم و هر لحظه ستم می کشم  
 بلبل من غنچه سودای من  
 زان خودم از دگر می نیستم  
 از نمک ساده خمیر من است  
 تاج مکتل سر درویشی ام  
 دسته کوتاه بتامی زدم  
 ریزه خوان از کرمش چیده ام  
 نرمی و سختی بفسون و غضب  
 ساخته مقراض گلوگیر من  
 آدمیانند فرشته نژاد

۱. خامه کلید رست در انگشت من (۲) یعنی که معجون الج (۳) بلیلم و غنچه لبودای من

۴. آنکه به دم الج (۵) از بزم نه خوان کز ش پیره ام



پیر و جوان خوشه یکدانه اند  
 در نظرت ہر مژہ چندین کثرت  
 خیز و زمانہ منظر است کن  
 شیر شکاران مسیحی نفس  
 ای نمک بی نمکان در دلم  
 آتش سودا سوئی مغزم دود  
 زخم دلم مریہم آن دود شد  
 آتش و آبی کہ درین منہ است  
 خاک بشود ل بگرانی منہ  
 بی غرنی شمع نیفر و خفتند  
 خیز و بسودائی شکاری تبار  
 مست نہ پائی خمارائی بگیر  
 یک کف سر جویش کریمانہ اند  
 احولیت باعث این کثر و لیت  
 رشتہ خود را گہر آراست کن  
 بہیدہ چندین نہ زندگی نفس  
 شورش شوریدہ دلان عالم  
 اشتر<sup>۱</sup> ہوار مرانی برید  
 ریزہ الماس نمک سود شد  
 چشمہ رہ منتظر بسیل است  
 پشت تغافل بجرانی منہ  
 بہیدہ افسانہ نیاموختند  
 چند نشینی اپنی کاری تبار  
 دست و دل و دامن یاری بگیر

(۱) کوثریست (۲) ابرش ہوار الخ (۳) کسے را گیر



# در بیان آنکه دنیا و غم دنیا چنانچه است از آن مطلق است

این همه سر رشته پرتاب و تیغ  
 جز غم بهیسه چه چیز است تیغ  
 فارتیان اند لگا ہے بکن  
 از پی غارت شده آسے بکن  
 ای خنک آنہا کہ ازین رستہ اند  
 دل بہ چہ آگاہ و گر بستہ اند  
 دست بفتہ اک سحابی زدہ  
 آتش خود را کفی آبی زدہ  
 سوختہ ای خرمن ہتہاب را  
 بستہ آتش گذر آب را  
 غار بشود ورقہ گل نشین  
 درین دندان تو کل نشین  
 دست طمع از دل خود دور کن  
 کلبہ خود خانہ زنبور کن  
 گر گسی دست ملامت مگیر<sup>(۱)</sup>  
 در نہ رہ در سم سلامت مگیر<sup>(۲)</sup>  
 بر سر ہر خوان نظر انداختن  
 نزد زبون گیری خود باختن  
 دل بہ شیخون کشایش دہی  
 ہیزم بوسیدہ آتش دہی  
 بر سر ہر لقمہ گرائی کنی !  
 آب شوی جرّاء فشان کنی  
 سنگ ملامت سر دندان تو  
 زخم زبان ماندہ خوان تو  
 گوش بر آواز دہش ماندہ<sup>(۳)</sup>  
 ماندہ در کام سخن ماندہ

(۱) بہ مکتان (۲) بکیر (۳) بکیر (۴) دہن -



دست سوئی خوان عنایت بکن  
 کیست پس پیش پس پیش اوست  
 جمله از آن خوان کریم می رسد  
 گریختل سنگ حصار آوری  
 تنگ بندی رنج مقصود را  
 روزی پیوسته خرابان رسد  
 در پست از روح سبک تر رود  
 و رهپوس پائی طلب بر نهی  
 باد شوی در عطف جستجوئی  
 آنچه نه از تست تغافل کند  
 دست خوش سنگ ندامت شوی  
 صاحب عالم به همه حاضر است  
 باش که چون روز قیامت زند  
 شعله پیرش بشتاب<sup>(۵)</sup> ترود  
 خواهش اگر پیش و گرم بود  
 این همه هیچ اند و کفایت بکن  
 رازق هرخواجه و درویش است  
 هم نخوشی هم به ستم می رسد  
 از خورد و آشام کنار آوری  
 سنگ دهن خواهش ناله در را  
 بازرگان بر سر احسان رسد  
 باد شود بانفسست در رود  
 خواهش عالم همه در سر نهی  
 خاک شوی در گذر آبروی  
 غنچه بهیود گیت گل کنند  
 مسخره و گویی ملامت شوی  
 برید و بر نیک همه ناظر است  
 از همه سوبانگ ندامت زند  
 بر سر دیوان حسابت برد  
 پیر خواهش به جهنم بود

(۱) لب (۲) دی یازنی (۳) روزی تو بر تو فرزندان رسد (۴) آه (۵) به ندامت بود



بر سر خیمه پای چو نهادون است      خواد کی خواه دو افتادون است  
جانب خوبان نظر افکند منت      زندک و بسیار بود مردنت

## حکایت

بی خبری بود گرفتار خویش      جوش زن از گرمی باز خویش  
مرحله پیوده بسودائی زده      کرده به هر بادیه خود گذر  
ناگه از آنجا که به پیشانیش      بود و حرفی ز پیشانیش  
گوشه چشمش به نگاری رسید      طرفه نگاهی پی کارش رسید  
خواجه سودا زده دیوانه شد      فتنه آن فرگس مستانه شد  
آن همه اسباب به یک جوفروخت      خرمن بی فائده را برق سوخت  
رقص کنان گرم تمنای خویش      نه سر سودائی و نه پردای خویش  
هم سفری داشت ز سودائی خام      شد به ملامت گریش تیز کام  
آمد و گفت این همه مستی که چه      بی جهت این باده پرستی که چه  
یک نظر است این همه غولی مکن      با خبرم از تو فتنه سولی مکن  
چون نفس آمد و بگوشش رسید      گفت که ای درد دل تیغ ناپدید

(۱) بادیه و در گذر (۲) عاشق (۳) سخن



بی خبری از من و کردار من  
 شعله دیگر بجیرا غم رسید  
 شد چو بدل ریزه الماس خوار  
 در سختم را بگزاف آوری  
 مردنم اینک خبر حال من  
 چون دم آخر نفس گرم داشت  
 آمد و آن تقدیر گرامی سپرد  
 باقی از افسانه مردم خموش  
 در نه بروالتش می و ام کن  
 تا تو یک جرعه عنایت کنند  
 ساقی الہام، مے آمد مرا  
 دست بر آور به مے لاله رنگ  
 تا گرام روز بر ای شو م  
 عشق بشارت ده فرزائی است  
 عشق کمال است بہر سو کجاست  
 عشق مجازی لقب او مجاز<sup>(۱)</sup>  
 رو کہ نہ محرم آسرا من  
 باد سیجا بدما غم رسید  
 خواہی ریزہ و خواہی ہزار  
 بر سر تہمت ہمہ لاف آوری  
 دادن جان شاید احوال من  
 دست اجل بس روشن نرم داشت  
 سردی و گر میش تمامی سپرد  
 در تو اگر چاشنی ہست جوش  
 ساقی خود را نفسی رام کن  
 حاصل کونین کفایت کنند  
 حصہ ہی حبا مے آمد مرا  
 شیشہ ناموس بیفکن بنگ  
 قابل تسخیر نگاہی شوم  
 عشق نہ از جملہ دیوانگی است  
 ققہ عنقا، صفت کیماست  
 صد دراز و سوئی حقیقت دراز<sup>(۲)</sup>

(۱) دست اجل از تنفس آزر م داشت (۲) نہاد (۳) کشاد



دست من اکنون بگره سفتن است  
روز دیگر رونق دیگر دهم  
کوشش من آنکه بدریا رسم  
چند دگر سنگ کنم قوت خود  
باغ بهشتم نفس گل کنم  
کام شوم مشرب دل خورم  
دست مرا سوی محمد برید  
بر سر آن خوان که کریمان نهند  
همت پیران مدد جان من  
اگر بهمسائگی مردم است  
عشق سخندان رموز من است  
زینت دل رونق ایمان من !  
حال تو هم با تو بگویم که چیست  
ای تو نمک پاش کباب دلم  
سوی شکافنده معنی توئی  
روئے زمین آب وجود از توئی  
پنجه خور مشعل بردار تو !

روز نخستین سخن گفتن است  
حصه درویش و تو نگر دهم  
موج بر آرم به ثریا رسم  
در صد و سودن یا قوت خود  
هر چه بگویند تختل کنم  
جام شوم زهر طایل خورم  
بر در و دیو زه احمد برید  
شاه و گدار همه یکسان نهند  
لطف عزیزان پی درمان من  
گر همه دیو است ریش خود گم است  
در دل شب مشعل سوز من است  
مونس من، محرم من، جان من  
خود تو بگو محرم این پرده کسیت  
چاشنی انداز شراب دلم  
شاهد و ساقی و معنی توئی  
پشت فلک چشمه جود از توئی  
ثابت و سیاره پی کار تو



ای که سر عشق مجازی تراست  
بایدت اول ادب آموختن  
بی ادبی راه نمود هواست  
گر سیر انسل ست سخن گوش کن  
خواهش این شعبده بازی تراست  
دیده بهم دوختن و سوختن  
و ده که هوا از چه عشق از کجاست  
ورنه مگو بهیده خاموش کن

## حکایت

در طرف روم یکی ماه بود  
شهد و شکر را بهم آمیخته  
شانه و آئینه فلکند ز دست  
در بوس زینت رخسار خویش  
عنبر احسان عمل یافت  
باد مسیحا پی نزد بهت گریش  
سرو قدش در روش روح پاک  
ماه که سر حلقه بگردون نهاد  
چونکه بنفشه سر تعظیم یافت  
سنگ دوروزی بادب نشست  
شیر و قتل و مرمی پاک زد  
لایق نظاره و دل خواه بود  
بر تیر آن کان نمک ریخته  
رسته ز منت کشتی هر چه هست  
کرده حواله به ادب کار خویش  
غالیه عز و جل یافت  
ساخته از گرد کلف بریش  
وزخم تعظیم بوسیده خاک  
صبح نگر و بزمین چون نهاد  
دست دماغ از کمرش سیم یافت  
لعل شد و بر سر سنج نشست  
آمد وزخمی جگرش چاک زد



کوه کن از تلخی تمسکین خویش  
 غنچه نفس در قفس خویش کرد  
 آخر گلبنگ تخیل گرفت  
 ساده رخی رفت به مهانش  
 آن صنم القصر ادب کش بود  
 گفت که ای سیمبر این شیوه چند  
 دست به شاطری باز کن  
 گل به شب تیره منور که دید  
 گوئی فلک این قدر آهسته نیست  
 وقت کمالست نشستن که چه  
 لازم خوبیت ستم کشیت  
 زهر گیار بکشد باک نیست  
 شوخ ادب چون سخن بزم گفت  
 کرد لب از آتش معنی بجوش

شیر بها یافت ز شیرین خویش  
 چشم ادب یکدو نفس پیش کرد  
 دست کشاده دهن گل گرفت  
 لب همه افسون پریشانیش  
 بر بد و بر نیک خویش اندیش بود  
 نخل بر و مند توئی میوه چند  
 گرمی باز از خود آغاز کن  
 محشوی بی زرد گوهر که دید  
 دیده خورشید فرو بسته نیست  
 ختم زان نیست شکستن که چه  
 معنی ناز است کم اندیشیت  
 در نفس ما و تو تریاک نیست  
 گر چه بر آشت عجب گرم گفت  
 گفته خرد نکته به نکته بجوشش

(۱) تخیل (۲) آخر مر نیست شکستن که چه (۳) ماه (۴) سفت



# مثنوی گنج فقر



کنم از گنجِ فقر آگاه انیک  
 در آیم در سخنِ بسم اللہ انیک



مثنوی

## دُعا و التَّجَا

خداوند ابقم راه بنمائی !

دُری زان رَهِ سَوی دَرگاهِ کِشائی

کنا ز ناکامی خود کام یا بکم	دران افلاک کل آرام یا بکم
غنا در فقر و فقر اندر غنا گم	بشویم دست ازین شوریدہ قلزم
شوم در قعر دریائی الهی !	امانت دار دُر بای الهی
ز آشوب دماغ پر تَحْمِیت	گهی خود را صاف بینم گهی دُر
گهی زین هر دو بالا تر گزینم	مَنایات بحر را در خود بینم
بخشش آیم از موجِ کفکَر	کنم دامن کوه و دشت پُر دُر
بگیرم در کف از دُر شاہواری	ہم از خود بر خود افشاختم ثاری

ز جوشِ سینہ چون گردم سبک سیر

بندازم نبائی این کہن و یر



## آغاز گنج فقر

بیاباقتی چرازین گونه پستی  
اگر دریانه خود قطره هستی

صدف چندی گرفته در کنارت	ز بی رنگی بد رنگ افتاد کارت
صدف بشکن ز دریا گوهر آور	تو خود غواص خود شو سر بر آور
عروسان طالب این گوشوار اند	برون آتا بیایت سر گذارند
یکی در پرده گفتار برخیزند	بگویش نو عروس خوش در آویزند
اگر شد پرده ناز بیا چه پاک است	جمال پردگی بس تا بناک است
چون نور پردگی بیرون نه تا <sup>(۱)</sup> بد	کسی از پرده جز نامی نیابد
طلب بسیار شد وقت قبول است	بگویم گر چه می دانم فصول است

کنم از گنج فقر آگاه اینک<sup>(۲)</sup>  
در آیم در سخن بسم الله اینک

(۱) مشتابد (۲) اندک



## در توحید باری تعالی عز اسمہ

بنام آنکہ دریائی وجود است  
ز یک موجش دو عالم را نمود است

نمودی قایق ارننگ خدائی <sup>(۱)</sup>	فرورفته به بحر آشنائی
چو انجم پرده را یکسو کرد و ده	برون گشته پی اظهار پرده
ولی انجم پرست چند کوتاہ	نگر دیدند ازین اظهار آگاه
ز استیلائی عشق نامقصد	فرورفتند در انجم محبت و
شده در قید ناپاینده چسند	ہوادار فرو آیندہ چسند
بسی کھیاب می باشد درین کوئی	خلیل کلاحت <sup>(۲)</sup> الا فلین کوئی
کجا آن غرقه بکسر مطالب	کہ سرچیدہ ز امواج کما کب
وجودش موج الہی بسا بد	ز اصل موج آگہی بسا بد
ببیند موج حسن و عشق یکدست	شود زین موج مالگیر تر مست <sup>(۳)</sup>
نیک بکرامت چه نفس چه آفاق	چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق

(۱) جدائی (۲) در انجم محبت و (۳) با موج



عجب بکر است خود در خود شناور  
اگر علمی است از علم خدائی است  
درین معموره کثرت را چه کار است  
اگر قدرت و گر علم و اراده است  
همان اصل نسبت چند و چون است  
ز بحر خود را و کونین جوئی !!!  
سُبُوئی نه که از جو هر کشد سُر  
سُبُوئی خاک و آتش را ندیده  
چو آب صاف خالی از کثافت  
لطافت عکس نور لایزال  
چه عکس است این قدر از اصل معر  
زهی قدری که چندین بشو کم است  
همان بر وحدت خود پای بر حبا  
ازین کثرت نیفزود اعتبارش  
حوادث را بنداش نیست کاری  
بنام این دور و یاسی سرمد

(۱) پستی و بلندی نور و تاریکی قدرت

تعالی شان الله اکبر!  
خود می هم کبریا می بادشاهی است  
همین یک ذات و دیگر اعتبار است  
بظاہر نسبتی چند و فتاده است  
ز هر نسبت که میدانی برون است  
ز جوئی لطف او آدم سُبُوئی  
سُبُوئی آب ز قار و شناور  
خدایش جمله از آب آفریده  
شده ظاہر ز بیرونش لطافت  
نه آن عکسی که از اصل است خالی  
چه نور است این همه سُبحان وی النور  
ز بحرش قطره بیرون بنیادخت  
ز خود کرد این همه کثرت هوبدا  
وزین حیثش نشد هرگز قرارش  
نیاید هرگزش نوا اعتباری  
تعالی الله زهی ملک مؤبد



ازین دریانمیدانم چه گوئیم  
 چومن در نیستی گردم تہی گرد  
 خبرداران این بھر پڑ از نور  
 قُبَابِ عزّت اندر رو کشیده  
 در آن پڑده کہ دریا خاص خود بود  
 چومن در موج دریا زہ نور دم  
 چہ گوئیم زیر چوگانِ ارادت<sup>(۲)</sup>  
 چون در موجش زہستی دست شویم  
 کہ خواہد گوہر از دریا بر آرد  
 وجودی داشتند از غیر مستور  
 جمالش چشم مخلوقی ندیدہ!  
 چنین دانم کہ خود خواص خود بود  
 گہی در فرق و گہ در جمع گردم  
 بشارت باد بختم را سعادت

## مناجات

خداوند ادرین چاہ نفس گیر  
 حلاوت گیر دلہای عزیزان  
 سرای سربسرخون ریز مردم  
 ہمہ منتقا و ابلیس لعین را  
 بسرازی رسیدہ نفس نامی  
 قبولی گر چہ از شیطان شنودہ  
 همان ابلیس را فرزند بی قیل<sup>(۳)</sup>  
 طلسم حیرت و زندان تزدیر<sup>(۴)</sup>  
 فرح بخش و مرغابی تمیزان  
 مشعبد خانہ پدما رو کثر دم  
 نہادہ زخم جان نا زمین را  
 کشیدہ از می ابلیس جامی  
 ز شیطان گوی زسوائی زبودہ  
 خطابش قرۃ العین عز ازل

(۱) نقاب غیریت بر رو کشیدہ (۲) چو (۳) حسرت (۴) ہمہ



ذاتش زاده دیو آدمی رنگ  
 من بیچاره در دوش زبونم  
 گهی در خشم گه در آرزو خوار  
 گهی در خلوت شیطان کشد خست  
 گهی در روی کارم پرده آرد  
 گهی تا زدی کسب کمالات  
 گهی این ناقبول از بس عداوت  
 ز درویشی کند شرح و بیانی  
 گه آید در سکوت و در تفکر  
 که جانش غرق در یایی وجود است  
 زمانی در مناجات آورده روی  
 که از بهر چه تخم نه بد کارم  
 ازین غافل که دنیا می لعین را  
 یعنی دوست را پرور و ستوان  
 گهی در عشق باز آن افکند روی

آتش بارگی عالم از و تنگ  
 درون چاه او بارش نگویم  
 میان آب و آتش دارم کار  
 در ایوان سیه بختان زند تخت  
 یقینم را تبار کی گذارد  
 و بد نقدم بتاراج خیالات  
 بی جذب قلوب آرد اداوت  
 ز علم و شعر خواند داستانی  
 شود اهل ارادت را تصدیر  
 برون از خلق در عین شهوات  
 ز فکر آخرت گردیده عیسوی  
 سیر لذات فردوسی ندارد  
 پیرو دره فساد کار دین را  
 چو پروردی عبادت کرد نتوان  
 هوا دار بتان عنبرین موی

۱۱۱ دارم این کار (۲۰) از (۳۰) باری افکند گوئی



دل اندر دستِ نظاره نهادن  
 برآید و دوش از زلفِ مجتهد!  
 چو بنی فتنه رفتار و قامت  
 چه چشم پر خمار افتد و چار و ش  
 کند مژگانِ خون ریز از کنار  
 زگاہی آتش افروز و جنون<sup>(۱)</sup> را  
 فسون از دولتِ تریاکِ جوش  
 شود افسانه روت و دماغش  
 به تهمتِ بای خون ریز ارشود خیر  
 درین دکان سودا چند باشم  
 غباری را که نبهادی اساکش  
 نخست از خلوت افکندی بروش  
 فرستادی درین ظلمت مرا لیش  
 به صد بیگانه سراسر افرازه کردی  
 محبت نامه در جنبشِ نهادی  
 متاع عقل و دین از دست دادن  
 دران دایم بلا گرد و مُقتید  
 فراموشش شود و هولِ قیامت  
 شود آشفته روز و روزگارش  
 به عیاری دیش را پاره پاره  
 بسوزد در خرمن صبر و سکون را  
 ز نخلستانِ خلد آرد و فتوحش  
 دم سردی بر افروزد چراغش  
 نه دیش ماند و نی دل نه تدبیر  
 باین آهنگ تا کی دل خراشم  
 به لطف خویش کردی روشناسش  
 بدین دیرانه کردی ز منموش  
 شکستی غارِ محنت زیر پایش  
 بچندین دیو و دهمسان کردی  
 دبستانِ بلا را در گشادی

(۱) روی (۲) بار (۳) صبرش به یکبار (۴) تکلم بای یا تبسم بای -

(۵) هم افسانه کردی (۶) هم خانه کردی -



بآستانِ بهس تسلیم کردی  
 نسیم غمزہ سرِ دادی بیباغش  
 عنانِ عقل بگریختی زدستش  
 طریقی عشق بازی را نمودی  
 خود از ہر سو عبیر افشان رسیدی  
 لباسِ مختلف پوشیدہ سرست  
 بحمد اللہ کہ مسجودم تو بودی  
 اگر در دیر و گویہ کعبہ بودم  
 تو بودی حل چندین مشکل من  
 ہمیں سرگرم سودائی تو بودم  
 اگرچہ این سخن مستانہ گفتم  
 دور وزی کا ندہیں بتخانہ بودم  
 ولی ہر یک بر آوندہ دکانی  
 در توحید بر ویکم کشادی  
 وجود رستہ برقی گشت سوزان  
 بخد متگا ریش تعلیم کردی  
 دمی طرفہ دمیدی در دماغش  
 بشیرین عشوہ دادی شکستش  
 ولی نا کردہ کارش را بودی  
 باندازی کہ می بالست دیدی  
 رہودی صبرش از دل کا ش ز دست  
 خدا رہودنا بودم تو بودی  
 بتومی گفتم از تومی شنودم  
 تو بودی راحت جان و دل من  
 بہر جادہ رتنائے تو بودم  
 غبارِ شرک چندین سالہ رفتم  
 بسانِ سحہ صہد دانہ بودم  
 بہر جازنگی و ہر سونشانی!  
 شعوری در دل رستہ نہادی  
 نہ در خرمن صد رنگ پوشان

(۱) آئینی کہ الخ (۷)، دکانی (۳)، رویش



بیدون رفتم ز خود چون دانه از پوست  
 و گردانی که من حق ناشناسم  
 مرا به دار خود کن ترجمانی  
 چون بی اعتباری خاک بهتر  
 درین دریا که ناپیدا کنایه است  
 ره بودی خواهم از یک جوشن آهنگ  
 غباری آیدم در دیده گستاخ  
 دماغم خود فروشی می نماید  
 درین فیروزه کاخ آدمی خوار  
 تو ای مسکین نواز و بنده پرور  
 چو در گور استخوانم را گذارند  
 که من رنگ ریاضت ندم  
 مرابی حاصل ما یم تمام است  
 بجایم زان شعور و نکته دانی  
 بکستم از میان دشمن و دوست  
 درین معنی زار باب قیاسم  
 انا الحق گوئی و سبحانی تودانی  
 ازین غش نقد هستی پاک بهتر  
 حیالی گرفتار و یزد چه عار است  
 که هم تا جم برانداز دهم اوزنگ  
 نه از صحرای خبر یا بکم نه از کاخ  
 مہی گرفتار پرده پوشش یا خوش آید  
 غریب افتاده ام بی یار و غمخوار  
 به جولانگاه هیجانم در آور  
 پی گفت و شنودم بر نیارند  
 من و مادر و جو و خود نه خوانم  
 عذاب گیر تر رسیدن کدام است  
 تودانی بکن کاری که دانی

(۱) ز بوری خواهم از یک لب خوش آهنگ (۲) رسیدن (۳) ندانم من شعور الخ



## حکایت

شنیدستم که می نالید پیری  
 جنون در کار و کاسبی نه بود  
 همان بیرنگی و بی اعتباری  
 همانا بود اقل می ره بدش  
 سرشک از دیده می بارید می گفت  
 که کس را تمنای محالی است  
 مرا هم در دماغ آرزو خیزد  
 که می دانم مرادم بر نیاید  
 ولیک از قسمت قضا ذوالمن  
 همین نابود خود می خواهد و بس  
 چو در حشر از لحد بیرون کنم سر  
 مباد آن دم شود از خود گرفتار  
 ز دنیا و ز عجبی گوشت گیر می  
 هوای خلوت و یرینه اش بود  
 و مادامی فرودش بی قراری  
 جمال خود نهانی می نمودش  
 تنگای سینه می خارید می گفت  
 نهانی هر دو را قیل و قال است  
 بخاری می دود و نو میدی انگیز  
 ازین ششدر کشادم بر نیاید  
 نصیحت ناشنیده جانی است درین  
 همین در آرزوی کاه و بس  
 ز من بوی نه بیند اهل محشر  
 ز نفسی نفسم افتد سرو کار



بفضلت چون بهشت آیم خرامان  
غبارِ قصر و باغ از من برافشان  
دماغِ خود پرستی نیست در من  
نمیر بالا و پستی نیست در من  
بلی آن را که چشم تیز بین است  
ولی با دماغِ حسرت ہم نشین است  
برون از دوست آرامی ندارد  
بخود قطعاً سرانجامی ندارد  
من این طفلِ سخن نادان و خواب  
پی آن نیز گیرم اندرین باب  
زمانی حلقه این در زخمِ چست  
کنم بندِ تعلق از همه سست  
شوم همراه مردان اندرین غار<sup>(۴)</sup>  
متاع فقر را گرم خردیدار  
بآتش درد ہم رختی که دارم  
قلندر و آهنگی بر آرم  
بر مہنہ از خود و فارغ ز پندار  
ازین بازار بردارم سروکار

ز لوحِ دل تراشم نقشِ هستی

زمانی دار ہم زین خود پرستی

(۱) و لش (۲) من و این طفل نادان در نور و خواب (۳) راه گیرم (۴) بجزنگ (۵) کار



# در نعت حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم

گریم فیض زل بجشد دل دوست

که در ہم ریزم این تنجائے هست

ازین اقبال یا بزم احترامی	کنم خاصان احمد را سلامی !
سر شک افشان زمین بوس ثنا گوئی	بسلطان رسالت آورم روی
چو در نظاره اش روشن کنم رای	دران نظاره جاوید افتم از پائی
تماشا را جگر بخشم که می جوش	تمنا را دهن گیرم که خاموش
بدل گویم سعادت بهم نشین است	مقام قاب قوسین تو این است
جمال خواجہ معراج وجود است	قبولش ذرۃ التاج وجود است
نسیم حمتش پیکر این است	زمین خد متشش عرش برین است
چو در ایوان مازا غم مقام است	بهشت و حور و قصر اینجا کد ام است
شنایش با ثنا خویش بگذار	تو نادانی زبان خود نگهدار
قدش می گوید ای من خاک پایش	کربی بمناست سرود لریایش
سہی سرودی ز بستان خدا نیست	ستون بارگاه کبریا نیست



سرائی کون دارد و نور بنیش  
 کلام روح پرور مستیر است  
 همان عینی ازین دم بهره در بود  
 سرافیل است بجد خوان این درس  
 زخش مرآت نور لامکان را  
 که بان درمن چو دیدی بیشک ریب  
 درون پرده من بودم که آدم  
 جمال یوسف از من آب خور داشت  
 دلش آهسته بان خود ز ترانه  
 حریف راز دارم دیگری نیست  
 چنین دانم که اسرارش کماهی  
 عروس خلقتش اندر شرح این است  
 سرائی حسن و خلوت گاه عشقم  
 صفات دوست را بی نقل و تحویل  
 خدا جوئی که در من آوزد روی  
 ازین فانوس شمع آفرینش  
 که روح القدس از وی بهره گیر است  
 که در انقاس او چندان اثر بود  
 نهاده گوش درس سالک این درس<sup>(۱۲)</sup>  
 صلا در داد بنیائے جهان را  
 خدا بین آمده در پرده غیب  
 ملک را شد به سجودی مکرّم  
 که عالم را جهان زیر داشت  
 که از تیر عجب دارم نشانه  
 نهال عشق را جز من بری نیست  
 خودش می داند و عالم الهی  
 که نور قدس من پرده نشین است  
 ز من جوید ره من راه عشقم  
 منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل  
 به وفق سنتم گیر و تگای

۱۰ کلام زندگی بخشش مثیه است (۱۲) بر آواز الخ (۳) آمدی دم، چنان (۵) علم



بُرون از فکر و فارغ از روایت  
 چو دوش در قفس گرد و نفس گیر  
 شود و انا به اسرارِ نهانی !!  
 چنین فطرتش با لفظ چون در  
 ز یک جانب جمال دوست دیدن  
 دل از معلوم خود آزاد کردن  
 در تبسّح و استغفار بسیار  
 چو در دل نور تحقیق آورد و جوش  
 ازان لب <sup>(۵)</sup> استغفار این است  
 زبان اشک بر رخسار گلزار  
 بُرون در داده اسرارِ نهانی  
 که طغیان را درین کشور گذر نیست  
 چه عشق از نامرادی بار گیرد  
 بیک یک ذره اش صد گونه راز است  
 همین بس که بفرستم سلامی  
 درین حیرت ره بهبود یا کم  
 بمن کرمته یا ذا المکارم

منم در گوش جان گویم حکایت  
 من از وی بر کشم چون روشن از شیر  
 بگیرد لوح محفوظ معانی  
 سخن گوید که جانکاهست در خور  
 ز یک سو بار استغنا کشیدن  
 طلب را در محال ارشاد کردن  
 خبر دار و ز راه بندگی کار  
 حساب بندگی کرد و فراموش  
 هم از مستغفرین شوکار این است  
 حدیث عشق بازی کرده تکرار  
 شده سرگرم این گوهر فشانی  
 درخت عشق را جز فقر بر نیست  
 برومندی ره نایاب گیرد  
 فرو آغامه کین منزل دراز است  
 که کارم گیر و از وی انتظامی  
 روانش راز خود نشنود یا کم  
 علی خیر الوسی ضیق و سلّم

(۱) منش (۲) فکرش (۳) گوینده (۴) خبر گوید که دارد بندگی کار (۵) نیز (۶) آب



# مخاطبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بیای آرزوی سینہ چاکان

مرا از من بچا ناکی بیفتان

دین بستان اگر غاری شود کم	کدامی مرغ خواهد داشت ماتم
درین گلشن اگر بزرگی شود زرد	که خواہد خاک بر سر گردانین درد
چہ خواهد شد اگر دریا بجوشد	نقابی بر تمبر یک قطره پوشد
فلک گرتند بادی را نگارد	کنزین محفل غباری را بر آرد
بیای لوح طوفانی بر انگیز	باین خاک مہوس آلود و بستیز
اشارت کن بروج پُر طلاطم	غبارِ شرک اند روی زمین گم
فرید آای کلیم اللہ ازین کوه	تجلی کن باین فرعون اندوہ
عصائی اثر و صامت بجنبان	نمود چند را نا بود گردان
نمای خواهد بود کی ہلالی	شبِ نجوم بر برین شور و یغالی

۱۱۱۱۱۱۱۱ (۲۰) شبِ نجوم بر برین شور و یغالی



بگفت آرد زبان گوهر افشان  
 یکی روی جهان افروز بنامی!  
 بُتی را اگر می باز از بسکین!  
 بکن دکان این شیطان مشوش  
 سرگردن کشتی در سجدہ آور!  
 گرفتہ ناکس و کثر مژ بسیار نم  
 نقاب کبریا انبیش بردار  
 درین دیر کهن بہتاشکستی!  
 فسون اہرمن نابود کردی  
 بُتی دیگر درین رہ خورده گردان  
 بسی رخت ہدایت بی رواج است  
 من اکنون خود سپند این متاعم  
 بسی جستم درین نابود گشتن  
 دلی دارم کہ خوبی را غلام است  
 چہ در بای کماحت بر نہند جوش  
 چہ در عشق تو جان فرسائی باشم

غبار ہوش از مغزم بر افشان  
 حجاب ماہ و رشک روزنہائی  
 خلل در طاق این کسری بر فلکین  
 بہم بزن بساط آب و آتش  
 ابو جہل ضلالت را بزن سر  
 محمد را رسول اللہ و انعم  
 مرا ہم مندرج در امتی دار  
 دل چندین صتم خواہان بخشی  
 ہدایت را سپند و دود کردی  
 منم خواہم کہ را دل بر خبان  
 درین دکان سپیدی احتیاج است  
 نہایک شعلہ در ابتیاعم!  
 نہ تو گرمی و از من دود گشتن  
 باندک جلوہ کارش تمام است  
 کنم کیارگی خود را فراموش  
 کدائم من کہ پابری باشم



## حکایت

چو سوز عشق در مجنون اثر کرد  
که دل از بند خود یکبار برداشت  
تنش سرگرم خوابش زنده می بود  
غم بیرون زد از سیالیش آن درد  
فغان برداشت بیداد تظلم  
همه یکدل تهمیدش و دیدند  
نخست از مردمی و خوش زبانی  
ترحم را شفیع خویش کردند  
شب مجنون و بیدارش گفتند  
همان کاهیدن و خواری نمودن  
از آن سر بسته غم تعبیه کردند  
دل مجنون در آن مجمع خیر داشت  
مثنای دران دیوانه سر کرد  
نه از راحت نه از کاهش خبر داشت  
دلش از زندگی شرمندگی بود  
عزیزان را و خویشان را خبر کرد  
سرایت کرد درد لها تر حسم  
ز رو تیغ و زبان بیرون کشیدند  
فرستادند لختی آرمغانی  
سر عجز و فقری پیش کردند  
سر شک خویش خویند اریش گفتند  
همان زاری و سزای نمودن  
بصد سئوین دلی تفسیر کردند  
دران عند پروه خود آهنگ داشت

(۱) کاهش (۲) پیمانش (۳) فیضان (۴) کردند (۵) سر شک خون خویند اریش  
کردند (۶) دلی (۷) گذر



وگر نه راز غم خرم نندارد<sup>(۱)</sup>  
 سخن القصة در گرمی در آمد<sup>(۲)</sup>  
 بمیدان مروت خشن رانند  
 که مار نیست تقصیری درین باب  
 کنم اینک رخ لیلی همسایا  
 خود آن بیچاره ستر باب خویش است<sup>(۳)</sup>  
 حدیث عشق هر بی غم نندارد<sup>(۴)</sup>  
 عزیزان صنم را در خور آمد<sup>(۵)</sup>  
 به تسلیم و رضا گوهر نشانند  
 ولیکن تاب<sup>(۶)</sup> می باید کجا تاب<sup>(۷)</sup>  
 ولی پوشی ز مجنون باید اینجا  
 خود افیون خود و هم خواب خویش است<sup>(۸)</sup>

## حکایت

برآمد پشه از بادی چو دل تنگ  
 سلیمان باد را احضار فرمود  
 در آن پشه اگر چه ظلم ره داشت  
 دو قومی بیوقوفی ناخبر دمنده  
 بهم در ساختند از فکریت خام  
 ندانستند مجنون را که مست است  
 دل دیوانه اش در قید عشق است  
 عروس عشق هستی بر نتابد  
 بد امان سلیمانی بزر چنگ  
 حضور باد بود و پشه بر بود<sup>(۹)</sup>  
 ولی نه از غیر از بخت سیه داشت  
 فرو گفتند ازین سان قفله چند  
 نقیبها ند عشق بی سر انجام  
 ز سر مستی هلاک آن شکست است  
 ز سر تا پا وجودش صید عشق است  
 نبست خود پرستی بر نتابد

(۱) نداند (۲) نداند (۳) در آید (۴) در آید (۵) باب (۶) افیون (۷) پشه



## رجوع بہ مخاطبہ زمین حضرت سید المرسلین صلعم

من از خود سیرم ای مقصود و جانم  
 برم سرمایہ از خلق عظیمست  
 شکست افتد درین مشیت مخیل  
 ازین ہرہ کہ بر سر دیابان است  
 بہر جا عشوہ انگیزی گذر کرد  
 بہمستی دیوی ناخوشا ہنگ  
 بتوحیدم بڑاندازد کہ برخیز  
 بہر جا جلوہ گر اصل وجود است  
 بہر سو پیکر اصل است پیدا  
 ہمان نور است بی تاویل و تمیز  
 معاذ اللہ چنیم گر گزارند  
 فسون اہرمن از جان پذیرم  
 ہر دو ن آکاین غبار از خود نشانم  
 بگیرم قوت جاوید از نسیمت  
 حواس سہ کشم گرد و معطل  
 چہ ظلمتہا کہ بر جانم روان است  
 دران خرہرہ آشوبی اثر کرد  
 زما تم فکر تم آرد فرا چنگ  
 درین صورت بمقہودے درآویز  
 نمودی چند چندارم نہ بود است  
 چہ اسلی و چہ شیرین و چہ عذرا  
 سخن گئی و زبان بند دل آویز  
 در عیم بر و پوشیدہ دارند  
 مقام و ہم خود را عین گیرم

(۱) زمانی فکر تم یا زمانم فکر تم (۲) در (۳) جلوہ



بکف بگرفته شمع از راه افتسم  
نیار و نزد دنیا جز حقارت  
بدسم علم تو حیدار خبیرم  
ولی رسمش به تریاکی ندانم<sup>(۱)</sup>  
گرفتم عین تو حید است عالم<sup>(۲)</sup>  
چون بر ذات بردن حمایه آرد  
دران موطن که ذات آرام گیرد  
ولی علمی است در وی مندرج حال  
چنین دل گریه و هم آمد غیبیت  
ازین معنی بهر صورت زندیست  
کنند یار از درون پرده فریاد  
هنوزم رخصت دیوانگی نیست  
نمی دانیم چیزهای اندرین ره  
نباشد شروع گر اندک جمال است  
چو قهر حق بپینی گوشه گیر  
ترا در قید صورت کار تمام است

بنادانی و کوری در چه افتسم  
نظر ناکرده دعوی بصارت  
دران کشور بسی روشن ضمیرم  
باندک نشئه باکی ندانم<sup>(۳)</sup>  
ازان جوش است چندین قیل و قال  
کجا تفصیل اسرار اگذا رود  
دل از علم صفاتش کام گیرد  
سیر آمانی و بنیاد اعمال  
کجائی بعد از وی بی سبب نیست  
که باشد گردم از جام صفت مست<sup>(۴)</sup>  
که وقت عاشق شوریده خوش باد  
طریق شرع جز فرزانی نیست  
برون از شرع و نیکی عاشا لشکر  
در او مضمربی قهر و جلال است  
ادب انیست باقی مکر و تزویر  
به مطلق رو مقید نا تمام است

(۱) شمع از راه افتسم، شاید (۲) شاید (۳) شاید (۴) شاید (۵) جان (۶) خود مست (۷) نمی دانم خیر و ان



چو در بحر وجود از خود بر آئی  
بجو لا نگاه دانش را سخ آئی!  
جو فردا باطن از ظاہر بر آید  
در مقصودت از ہر در کشاید  
بر آید آفتاب از چپ راست  
ہمہ دیدار گردی بی کم و کاست  
تو اکنون خاطر از ہستی بہ پرواز  
ازین آئینہ رنگ خود برانداز  
عدم شوکاند ران مرآت نور است  
جمال دوست را انجا ظہور است  
امانت دایہ جانان جز عدم نیست  
عدم در عہد لوح و قلم نیست  
ہمیشہ خلوت از کوہین دارد  
انہ ان سرمایہ نور عین دارد

## خطاب بہ دل از حسرت باز ماندگی از مطلوب

دل تا چند ازین افسانہ گفتن!  
ز خود گنج دو عالم را نہفتن!  
چو بلبل در قفس رقاص بودن  
ہوا خواہ ہوس را خاص بودن  
دی لقاش لوح یاد گشتن  
زمانی از ہوائی شاد گشتن  
گہی در خود فروشی رہ سپردن  
بر سوائی متاعی پیش کردن  
گہی چنگ حقیقت ساز کردن  
ز وحدت قصہ آغاز کردن  
خود اندر کثرت از بس بست رانی  
چو کثرت ہرزہ گرد و روستائی

۱) دانش ۲) ظاہر از باطن الخ (۳) رنگ دم (۴) این (۵) در ہوا و شاد گشتن (۶) بودن (۷) بہ



یکی زین باد پیمائی فرود آئی  
 فرو روگر تزار فتن مراد است  
 جهان فانی است برفانی منه دل  
 چو بگستی ز خود بند جهان را  
 شدی در پرده تصدیق و تسلیم  
 سبق از علم الرحمن گرفتستی  
 چو در بحر یقین خود را سپردی  
 دلت ز ان بی نشان آگاه گردد  
 ز راهی که نظر افتد گزندت  
 گهی اندخوست<sup>(۱)</sup> داغ بر دل  
 گهی فکرت به تعطیل افکند گوی  
 زبان در بند و راه سینه بکشائی!  
 میا بیرون که بازارت کساد است  
 ازین مشت تازد بذب بند بگسل  
 گرتی پرده نور لامکان را  
 بدون از فکر و استدلال و تعلیم  
 ز دست موهبت ایمان گرفتستی  
 ز هر صناعی بجماع راه بُردی  
 محبت مقتدائی راه گردد  
 شو و دودِ تسلل پائی بندت  
 شوی گه از طبائع پائی در گل  
 چو جسمانی در و هم آوری روی

## حکایت

ز ہی نور یقین و انائی کارش  
 دل اندر مخبر صادق نهادن  
 همان بر سادہ و جیہ مدارش  
 بران صدق مجتہد ایستادن

(۱) ز راهی که نظر الخ (۲) نخوست



ز تاثیر محبت مسست گشتن  
 ازین صدق و محبت نیز رستن  
 و گریه نمر بہ آ ورون زور یائے  
 با حکام شریعت نمر نہادون  
 بکلی از مراد خود بریدن  
 بطور عقل و ایمان راہ بردن  
 عجز آسان ہر چون و چرا دور  
 جمال قہر در و سواس دیدن  
 عدم خواہان زمستی تمہ بودن  
 رہی بی راہ روا نجانہ پیدا است  
 بیاد دل رخت زمین تجانہ بردار  
 زمانی در تحیر لال نشین  
 کہ از قلب سلیم آمد سعادت  
 ز نفی اثبات ۹ کلا اللہ یابی  
 دم آخر ز تجدیدت گند زمیست  
 ز طور عقل خود بین در گزشتن  
 بسان قطره در دریا شکستن  
 حباب آسا و لیکن پائی برجائے  
 زمین استقامت بوسہ دادن  
 نقاب نیستی بر روکشیدن  
 بایمان کار ایمانی سپردن  
 بکل مقبول و بی تاویل منظور  
 بجد و اہتمام از وی بریدن  
 ز رنگ خود سراپا برد بودن  
 قلندہ گشتن و تفرید اینجا است  
 رہی کت شرح آن دادم بہت آہ  
 برون از فکر و استدلال نشین  
 سعادت نیست جز نفی ارادت  
 بایمان مجد و راہ یابی !  
 ز استدلال و فکر آنجا اثر نیست

۱۰ شدن ز ایمان بی تاویل امور ۲۰ بکمال اہتمام ۳۰ ز رنگ خود و سر سر در بودن ۴۰ اہم اہمیداست



بود تجدید ایمان انجذاب بی      که از من رحمت گریه و جوانی !  
 چه هر دم می تواند بودت آخر      درین تجدید ایمان باش حاضر  
 بشو ستغرق اندر لطف و اثبات      مکن تاخیر فی التاخیر آفات

## داستان

شبی خوشدل تر از روز جوانی      سرم در خواب و دل در کامرانی  
 در آمد یک امیدم و لا و در      نسیمی یافتم مقصود پرور  
 نظر چون از تحیر باز پرداخت      بسیمای سعادت دید لبتاخت  
 گرمی خواجه احرار را دید      چه خواجه محزون اسرار را دید  
 لب اندر معرفت گوهر نشان داشت      سخن از بی نشانیه نشان داشت  
 بگفت آن شاهر خلوت گهر راز      که دلها در هوش آمد سر انداز  
 گهی از حسن صورت سر بر آرد      بجان عشق بازان حمله آرد  
 گهر از صورت ملیح آمد نمودار      مغنی گردان وی گرم بازار  
 ولی آنرا که در جان نشا اثر کرد      برون از جان و تن در خود سفر کرد  
 دثار جان شعار تن بر انداخت      پی مقصود خود از خود پرداخت  
 تحقیق آنکه انسان است نیست      ز چشم غیر نهانست نیست  
 پیمبر چون ز ترش پرده برداشت      طلوی لازم آن نامور داشت<sup>(۴)</sup>

(۱) که از تو مکتب (۲) دیده بهشت (۳) شعار جان و دثار تن پرداخت (۴) ساخت



چو در انوار گل شد مخونا چسبند  
 ز خود بگذشت و گوی مردی برد  
 کد امین ظلم ازین بسیار باشد  
 تکبر نیز وصف ناگزیر است  
 نهایت رفت و آمد بی نهایت  
 در آن شب کز نسیم بخت بیدار  
 پی صورت پرستی خاص بودم  
 برآمد سا لها کین خواب دیدم  
 ولی زان باده عالی نیست جام  
 هنوزم اندران بازار راه است  
 کنون دست من و دامان خواجہ  
 چو در اول ہدایت از تو دیدم  
 گیا ہم پرورش دید از نسیمت  
 امیدم بود کاین خاشاک نابود  
 در آن نابود یا بد استقامت  
 بہم برزد و کان و ہم تمسیند  
 امانت با امانت خواہ بسپرد  
 کہ بندہ <sup>(۱)</sup> بے صفت بیکار باشد  
 مقید خود بنا چیزی اسیر است  
 چہ کبر است این مبرا از خیانت  
 ز بوی معرفت گشتم خبر دار  
 باندک رنگ و بور قاص بودم  
 بار شادی کہ می باید رسیدم  
 هنوز آن جلوہ را از جان غلامم  
 هنوزم دل گرفتار نگاہ است  
 مگر رہ یا بجم از احسان خواجہ  
 نہایت در ہدایت از تو دیدم  
 قوی دل بودم از خلق کریمت  
 در آن دریای آتش برکشودود  
 وجود خواجہ ماند تا قیامت

(۱) عاجز و بیکار باشد



شود یکبارہ از پندار خود پاک  
 چه دانستم که استغنا دلیر است  
 مرا یکبارہ اندر راہ را اندی  
 گرفتارم ز راہ استقامت  
 من انیک در ظلمنا سز نهادم  
 چه باشد گز تو اخلاق الہی  
 در اقل ہم قبولت بی سبب بود  
 مرا بخود بسوی خود کشیدی  
 ز فیض آن کشش و ز لطف آن دید  
 جز آن معنی کہ صاحب سزا نی  
 مرا خود نیست چندان سرفرازی  
 یکی از اوج عزت خود فرو آ  
 بخاک پایت ای فرخندہ دیدار  
 فرو افتاد غم از بس غریبی است  
 نمی دانم کد امین سو بر آید  
 ازین عنقای پنهان از کہ پرتہ

برون ماندہین نامی ز خاشاک  
 عنایت انیقدر ہار و میراست  
 باین خواری کہ می بینی نشاندی  
 تو خوش نشین در ایوان کرامت  
 باستغفار یارب الیتا دم  
 پسند آری باندک عذر خواہی  
 کیم سامان امید و طلب بود  
 نبور غیب دیدی انچہ دیدی  
 نشاندی در دلم نخلی ز تجرید  
 فرو ناید سرم در ہر دکانی  
 کزان معنی بیابم و لنوازی  
 گرہ ہا بستہ دارم جملہ بکشا  
 بسی محتاج و بسیارم طلبکار  
 شکستم از خماری بی نصیبی است  
 کجا این بار محنت را کشایم  
 سلیمان ز باندان از کہ پرتہ



## حکایت

زلیخا را چو در خواب سیه روز  
 نمی دانست کآن مه را چنانا است  
 ولی در بند غم کا هیده می داشت  
 همی در دو همی سوز و بهین ریش  
 خبر نایافته جان در تقاضا  
 از ان حیرت بسی افسرده می بود  
 چو در مصرش نشان دادند برست  
 درین سودا که افتادم بدامش  
 نه آن خوابم که یوسف را نشاید  
 زلیخا و ارسوزم در تافت  
 ولیکن یوسف من بس غیور است  
 بریزم نقد بنیائی درین خاک  
 جمال یوسفی آمد جگر سوز  
 مقام خاطر افرودش کدام است  
 و مانعی در هوا شوریده می داشت  
 نه از معشیتش آگاهی نه از خویش  
 برون از شمش جهت دل در تماش  
 فرو افتاده چون مرده می بود  
 دل از حیرانی و جان از جنون برست  
 نه یوسف می شناسم فی مقامش  
 نه آن گو شمم که پیغامش کر آید  
 نگر در خواب بنیم روی یوسف  
 قبول چون منی بسیار دور است  
 شوم در دست شکستن چیت چالاک

را خوابم (۲) رخت



ز رعنائی و خودمستی<sup>(۱)</sup> بر آیم  
گدائی ره نشین گردم درین راه  
بهر خواری که باشد در خور آیم  
که یابم یوسفی را گاه بی گاه

## مناجات

خداوند مرا از من برون بر  
نمود من که ز روپوش وجود است  
دران فقرم که می دانی فرود بر  
زبان بند و صد گفت و شنود است  
چو از نور هدایت بالی پریافت  
فرو آمد تحقیق سیاست  
ازین همان غیبی نور ایمان  
شهود از اوج عزت پست تر شد  
شکستی یافت با چندین مراتب  
چو پی در پی شد آن نور شهادت  
بخلوت گاه ایمان و ارادت  
دریشان شرح بقیس از سلیمان  
بسلطان ارادت تاج سر شد  
طلسم ممکن از انوار واجب  
بیک بار از خود افتاد این عمارت  
بقصد لامکان کردند پرواز  
نه مؤمن نی مریدم نی شهیدم  
بکن نوعیکه دانی جلوه در کار  
ر میدند این دوسه مرغ خوشنواز  
کنون در خود که می بینم و حیدم  
چو کار را بنجار سیدای اصل هر کار

(۱) خود بینی (۲) که یابم یوسف خود را بناگاه (۳) سعادت (۴) باخت در



کنون دارم بجای آن عبارت  
ازین برقعہ کہ مرکش یاد در کار  
عروسان گاہ گاہی برقع انداز  
برافکن برقعہ و در جلوہ آئی  
در خواہش ز بی باکی کشودم  
نقابی بر رخ این ماجرکش  
نہادم دل پیر نوعی کہ با شتم  
پیشانی برقعی با تہد خسارت  
بدست نفس و شیطانم گرفتار  
برون آیند در جولانگر ناز  
عروسان جهان را پردہ بختائی  
درین معنی دلیری با نمودم!  
خطی بر روی این چون و چراکش  
تسلیم آدم و اثرا علم

## بیان نسبت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز

دلی کہ چشم ہر بینندہ مستور  
بدون از خود مقامی برگزیند  
کند در سینه گوہر نشانی  
دلش آئینہ نور رسالت  
چو زین دید فنا بیرون کشد  
بنقید از خود و بالیست خود در  
ز بس آثار جذب دوست بند  
زاخلاق نبوت و جہانی  
شود فرزانہ دستور رسالت  
زند در کشور و ارستان تحت



شود سلطان جان در پرده او  
 چه صادق رُوازین ویرانه بر تافت  
 چو طیفور اندران منزل پراشتاند  
 همان در نقشبندی بی کم و کاست  
 بظاہر پیرش از میر کلال است  
 علی الاطلاق رشد از پیشگاه است  
 نموداری است نقش آدمی زار  
 ولیکن سنت اللہ گشت جاری  
 هدایت بخش رو آورده او  
 دل طیفور زین می چاشنی یافت  
 دوا سپه خرقانی از پیش راند  
 نسیم تربیت از رفتگان خواست  
 پیر غجد وانش اتصال است  
 علی الحق مُرشد مطلق الہ است  
 خدا آباد میدان آدم آباد  
 که مخلوقی کند این پرده داری

## حکایت

زینچون لوامی یوسف افراشت

نخست از بیقراری پرده برداشت

ز خواب و خور و فارغ شد و جوش  
 که از کس بشنود نامی و حامی  
 چون بقراری بارور شد  
 ز نام و منزلش آگاه گردند  
 تمنای جز این در سر نبودش  
 ز بند در جستجویش دست و پای  
 تضرعهای پنهان کارگر شد  
 مرید سیر و مرید راه گردند

(۱) گردید (۲) پیر (۳) گردید



بد در کارش از مستی بر آمد  
 بمهر آمد دلش از شوق پر جوش  
 نظر چون در عینش رنہ چون شد  
 حریف روزگارش تنگدل ساخت  
 فرو باریدی پائی تگر گے  
 ز کوہ رنج سیلے قد برداخت  
 برآمد تیغ برف برق بیداد  
 زینجا را در آن نحری خونریز  
 جہاں تار یک شد چون تار گیسو<sup>(۱)</sup>  
 چو غلٹ بست چشم از این دلش  
 ز تاثیر نگاہ حبا و انا  
 دلش کز تیر مژگان پر بردارد<sup>(۲)</sup>  
 پرواز آمد آن مرغ ہوس گشت  
 بغیب افتاد بایوسف دو چارش  
 مرادش را بصد جان یا در آمد<sup>(۳)</sup>  
 ہوائی وصل ہم خواب ہم آغوش  
 بلا از یک طرف چندان بر دین شد<sup>(۴)</sup>  
 سلوکش از محبت منفعل ساخت  
 ز باغ آرزو نگذاشت برگے  
 نشان عشرت از عالم برداشت  
 بحر من گاہ شادی دست بکشاد  
 خسی افتاد در چشم آفت انگیز<sup>(۵)</sup>  
 تبار کی در آمد چشم حبا و انا<sup>(۶)</sup>  
 نظر افتادہ بر خود ناگہانش  
 دلش شد تیر محنت زان شانہ<sup>(۷)</sup>  
 پی نظارہ چشم دیگر آورد  
 ز اقلیم شہادت چست بگذشت  
 سروش غیب کرد امیدوارش

(۱) بد در کارش یا پیر در کارش (۲) پرواز آمد (۳) دل از شوق الخ (۴) فروزون شد

(۵) بھی باریدی پائی تگر گے (۶) انگیز (۷) گیسو (۸) باروش (۹) الفت (۱۰) ترکاں۔



ده آن امید روز چند می بود!  
 سوئی غیبش دری بکشاده بودند  
 خبر می داد چشم غیب بنیش  
 چه از نور یقین بهوش می گشت  
 عروس غیب می گفتش که ای مست  
 همان در گام اول با تو بودم  
 تو با غم می نشستی غافلانه!  
 چو باز از خود خبر می یافت می سوخت  
 هوس می داشت کین چشم و فاکیش  
 بی هر ذره مشتاق جمال است  
 بناگه جذب عشقش کارگر شد  
 چو ملک مهر از و شد گرم بازار  
 ای بهر جان در رخ پیداری در آمد  
 شد از سرتازه آشوب جزو نش  
 حجاب چند پیش مقصدش بود

آن<sup>(۱)</sup> بوگه بگه خور سندی بود  
 در آن در دیده بهنهاده بودند  
 فزون می کرد هر ساعت لغتش  
 به یوسف دست در آغوش می گشت  
 چه حاصل شد ازین سیرت بی دست  
 بتو هر لحظه خود را می نمودم  
 تهی از دانش و از من کرانه  
 بر آن در دیده اُمیدی دوخت  
 بدون از پرده بنید و لبر خویش  
 بهر سر آرزوی القال است  
 ز کنعان ماه کنعانی بدر شد  
 ز لیثا شد<sup>(۲)</sup> ازین معنی خبر دار  
 بکار از طلبکاری در آمد  
 بمقصود دیگر شد ز بهوش  
 نظر با لجام در نیک و بدش بود

(۱) آن بوگه ی بگوی اخ (۲) گشت



چو گشت آموزگارش مُرشدِ کل  
 بدست آورد تحقیق تو کل !  
 روانی یافت جنسِ ناروانی  
 تننا گیر شد دست گدائی  
 سبب می دید چشمِ خامِ کارش  
 نواز و عشوه می برد اختیارش  
 خرامان گروی و آئینه بینی !  
 خود آرائی و رسمِ ناز بینی  
 خلل می داد آئینِ طلب را  
 زبان می کرد عشقِ بوالعجب را  
 جوانی و جمال و بنفش انداخت  
 سربای می تجمّل جملہ انداخت  
 بختی زانجملہ سنگِ راه او بود  
 حجابِ جانِ یوسفِ خواه او بود  
 نمودندش که سنگِ راحت نیست  
 نظر بندِ دل آگاهت نیست  
 تو بندِ سیر و یوسف بندِ ستیار  
 ازین نابخسیت سرداست بازار  
 غرض تعلیمِ علی کرد تا سید  
 بیایه پایه تا ایوان تو حید

التجّار و نیاز مندی بحضرت خواجہ بہار الدین

محمد نقشبند خواجہ عبد اللہ احرار

ہنوز ایوان استغنا بلند است

مراقبہ رسیدن ناپسند است

مگر ای خواجہ اندازی کمندی

شوی صیادِ چون من ناپندی

(۱۷) بنائے عشق می برد الخ (۱۲) تخیل (۱۳) غیبش



بسی امید بی بنیاد دارم  
 شکار لاغر می اعتبارم  
 کشادیهایی باز ارم یقین است  
 زانی حبه لثه بر خیزد  
 قبولم کن که اقبال تمام است  
 قبول تو قبول نقشبند است  
 دو چشم و نور بنیائی یگان  
 و گم باشد تفاوت بس شبیه است  
 بدو روشن چراغ سینه است  
 در آن پر شور چشم جادوان  
 همان یک خوابه در گفتن تمام است  
 بهاء الدین زنی نقشی بلند است  
 ز بانم پر شکر زین نام با دا  
 مراد در بندگی چون پائی بند است  
 بین در بندگی ای خوابه یک  
 درین دو خوابه و بندم یکی شد

که نه مردم نه استعدا دارم  
 متاعی کت قبول افتد ندارم  
 اگر کار لیت لثه فی الشرائین است  
 باین در خاک و خون افتاده تیر  
 در آن اقبال کارم را نظام است  
 که در وحدت نه چونی و نه چند است  
 نمی بینم تفاوت در میان  
 که دانم الولد ستر ایه است  
 تو چشمی و جهان آئینه هست  
 عروسی نقشبندی که دختانه  
 عبید الله بهاء الدین چه نام است  
 عبید الله چو گویم نقشبند است  
 و لم زین فکر شکر کام با دا  
 بغیر از خوابه گفتن ناپسند است  
 که ات الفقر می دانم هو الله  
 بخارا و سمرقند می شد

(۱) کشادیهایی (۲) چراغ از سینه (۳) که الفقر ذات الله



سمرقندم بهار الدین نشین است  
 قومی دانی که عذر بهترم نیست  
 معاذ اللہ کہ استغنا بگیرم  
 ولیکن ذرّہ<sup>۱۱</sup> در ظلمت آباد  
 سخن کبریا کرم خود عذر خواه است  
 وگر بختم درین ره یار گمرد  
 زبان در گوهر افشانی درآرد  
 برون از خجلت آنجا راه یابم  
 ابو الوقت در عالم قطب رشاد  
 زمشکی در جنید افکند آشوب  
 پی تسکین مشتاقان دیدار  
 در آن آئینه می یابم محقق  
 فنا فی اللہ خواجہ بس بلند است  
 خلیفہ بود حق را در زمانہ  
 بخار اگر نہ رفتم عذر این است  
 درین ره عذر خواهی دیگرم نیست<sup>۱۲</sup>  
 چه خاکم کاین چنین سودا بگیرم  
 چه میدانم که خورشیدش کند یار  
 همان عذر تو بہتر از گناہ است  
 شفیع خواجہ احسرا گمرد  
 مرا زین درد بی درمان برآرد  
 ذاقبالتش دل آگاہ یا بم !  
 بہار الدین کہ دین شد از وی باد  
 بجز بہ باینز یدش آستان رعب  
 جمال مصطفی را آئینہ دار  
 سوار من را آنی قد سائی الحق  
 مکن تاویل خواجہ نقشبند است  
 نمودش بر زخی دان در میانہ

(۱) برترم نیست (۲) در میان ظلمت آباد (۳) کہ (۴) زشت



## حکایت<sup>(۱)</sup>

چنین گویند و انایان اسرار  
که معشوقِ ازل در هر شعوری  
سر هر ذره بنیائی جمال است  
شهود و دوست پنهان هر دلی<sup>(۲)</sup>  
مدار بودش از نور شهید است  
ولی افکنده به جانشن جابی  
شده بنیاد این دیو از گشتن  
نهاد اصل آن بازار نزویر  
سراسر زنگ این مرآت علم است  
ز آسیب خیال و فکر و وسواس  
چو گرد خسته مقبول در گاه  
کشش<sup>(۳)</sup> دست تطاول بر کشاید  
ریا عین بدس پند مرده گردید<sup>(۴)</sup>  
ز اصل و فرع هر معنی خبر دار  
ز غمازان نهان دار و ظهوری  
دل هر قطره دریائی کمال است  
هوای وصل هر بی حاصلی را  
شهودش مایه چندین نمود است  
گر قناری بهر خاک و آبی !  
پی هر رنگ و بو طفلانه گشتن  
نقوش علمی از هر سو نظر گیر  
سراپا کشید آفات علم است  
رو در باد حسرت گنج انفاس  
شود در خور و راز و لی مع الشرح  
کزین دیرانه اش خواهد ریاید  
طلبکاران چنین افشوده گردید<sup>(۵)</sup>

(۱) در تحقیق و بیان مراتب سلوک (۲) همان مانوس از نور شهید است (۳) پایه (۴) (۵)

این (۵) بسته (۶) کشش (۷) اگر دند (۸) گردند



بجولانگاه این دل مرده چند  
 درین تجرید بکشد جنبش  
 قوی تر گرد آن حزنی که بودش  
 درین غیبت که بوی غیب یابد  
 ارادت سرزندگی خواست از وی  
 بپا زوی ارادت بر در جیب  
 در آن مستی بغیب افتد گزارش  
 چو در نور شهود از خود بر آید  
 بگرد حاصل بار امانت  
 در آن مشهد فقر آرام یابد  
 در آن دید جمال بی نهایت  
 بکنش ندارد هیچ کاری  
 یقین آن دید آن شورش از آن است  
 همین خود مانده و افسرده چند  
 برافروزد رخ علم الیقینش  
 قراموشی در افتد در وجودش  
 نسیم شاد بر لاریب یابد  
 بر ذوق نشسته خاست از وی  
 که تنگ آرد به بر معشوقه غیب  
 شهود دوست گیرد در کنارش  
 سعادت را دری دیگر شاید  
 بیار دآل امانت بی خیانت  
 ز جلاب قناعت کام یابد  
 بگرد شورش بی حد و غایت  
 در آن آرام نبشند غبار می  
 درین بسکن نمودی از تنگاپوست

## بیان عقاید دین شریک سلوک الیقین

کما خواهند جذب الهی  
 نخستین شرط این سودا یقین است  
 تمنا دار فضل بادشاهی  
 دوم سرمایه این سودا دین است

(۱) بر (۲) درین (۳) یقین آن دیدن شورش از آن سودا است (۴) تسکین



سوم پاکیزه تخم این زراعت  
 عزیمت رونق کردار گردان<sup>(۱)</sup>  
 چهارم خدمت سلطان دینی  
 به تقلید سلف تحقیق دیدن  
 زبستانش گل مقصود چیدن  
 نهادن بر خود و بایست خود بار  
 شود زین چار عنصر جان طالب  
 ولیکن شرط چارم لازمی نیست  
 بسامرغان که علوی آشیانند  
 ز حسن طالع و از لطف باطن  
 رو سنت بچالاکی شتابند

رشیق سنت و راه جماعت  
 بروی زاسیب خصلت کارگردان<sup>(۲)</sup>  
 قبول خاطر مسند نشینی  
 قدم از جاده بدعت کشیدن  
 بزیر سایه اش از خود رمیدن  
 مرادش راشدن از جاں پرستار  
 به نفخ روح ربانی متاسب  
 به فقرش سد باب محرمی نیست  
 او کسی مشرب و غلیبی<sup>(۳)</sup> زیانند  
 گرفته گوهر از اصل معاون  
 نصیب از خواجه کونین یابند

(۱) کردن (۲) کردن (۳) عیسی



# در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح پر فتح نبوی

خنیدتم که مشتاقان در گاه  
 خصوصاً کاشفتن راز نهانی  
 بخلوت در بدایت کارش این بود  
 که بودش روح جان نام اویش  
 اویش آسا از آن بحر عنایت  
 کیم من کین هوس گیر و دمام  
 دل از ذکر او لیسیم شاد گردد  
 درین ره قدر خود چندان ندانم  
 ز بانم زین تلفظ گرچه بند است  
 دل اندر شرم و جان سرگرم این است  
 قبولش گریاید در افادت  
 درین سوداوری دیگر کشایم  
 شفیع آرم روان دوستانش

طلبکاران سترلی مع الله  
 ابوالقاسم چراغ کمره گانی  
 انیس خاطر افکارش این بود  
 که باشد شرب از جام اویش  
 مگر بی واسطه یا بدیدار بیت  
 بیابد نور این سودا چراغم  
 دمام زین هوس آباد گردد  
 که در دل نخل این سودا نشانم  
 ترم بی خواست صیدین کمند است  
 که جان رحمة للعالمین است  
 هم استعداد بخشد هم سعادت  
 روم از جانب دیگر در آیم  
 مددخواهم ز روح پرورشش

(۱) درین ره تمیذره چندان ندانم (۲) پیروانش



به بوجر و عمر عثمان و حیدر  
 بصدق و سوز پور پور و خوف  
 بشام هجرت و تاریکی غار  
 به پیری کز قریش و اتر بادید  
 به دار و گیر بدرو و حرب خندق  
 به آن شب کز سرائی اُمّ هانی  
 بیرون رفتن آزاد ازین ده  
 بدیده آنکه می بالیست دیدن  
 بفقری کز خودش رویش میداشت  
 بآن دم کاور در روز شفاعت  
 که این غافل کشاید چشم زین خواب  
 نه در قرن اول آشیانه  
 ز آسیب زمانه فارغ البال  
 من ارچه دورم از بخت سیه دل

به اهل بیت و اصحاب پیمبر  
 بعلم و دانش ختم الخلفاء  
 به آن خوش عنکبوتی عنبرین تار  
 به آشوبی که دشت کربلا دید  
 به روز فتح و نور حصص الحق  
 رسیده در مقام لامکانی  
 بسُحَّان الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهِ  
 به بخود گفتن و به خود شنیدن  
 سر الفقرا فخری پیش میداشت  
 کند تدبیر مشیت بی بضاعت  
 در آن حجر عنایت پرورش یاب  
 اولین ثانیش خواند زمانه  
 ببینم ماضی و مستقبل و حال  
 تو حال سردی داری چه مشکل

(۱) به بیرون رفتن از آوازه این ده



یدِ طولی است بازوی کرم<sup>(۲)</sup> را  
تمام دان که این سودا تمام است

پنجاهی نیست دریائی قدم را  
مرا اگر چه سراسر کار خام است

## مناجات

بخود در مانده نا آشنا را  
بیک روی رود در جستجویت  
زمانی از هوس فارغ نشیند  
مکن یک لحظه زان نعمت بروغم  
نهادم دل بلا کو پرده بردار  
بحمد الله که این عالمی جتنا بکم  
روم همدست ستار طریقت  
ز نور تو به رونق ده بکارم  
به آسانی ز کارم خفده بکشائے  
بکن از زشتی این کارم آگاه

خدایا این غریب بی نوا را  
هدایت کن رهی کاید لبویت  
دی از نیک و بد آسوده بیند  
اگر در نعمتی بینی سکوغم  
بلا اگر سازگار آید درین کار  
و گزین هر دو بیرون شد حسابم  
بده چشمی که در راه حقیقت  
نخست از معصیت آسوده ام  
چو دل در رغبت دنیا زندگانی  
مرا مگذار کایم آرزو خواه

(۱) کناری (۲) قدم را (۳) بگذار



سبب بین چشم از بینش تری دار  
 بر آن دارم که آزادی گزینم  
 بیادت تازگی بخشم روان را  
 شوم از اختلاط خلق دل تنگ  
 چو در نفی وجود افتد گز ارم  
 دلی فارغ از احوال و مقامات  
 پئے وَجْهَتُ و جِہی لب کشایم  
 و گر نفسم مرادی را کند یاد  
 دمی بیرون ز حول و قوت خویش  
 سرم مستغرق بحر هوا بیت  
 بتقدیر الهی شاد باشم  
 سر تسلیم بنهم<sup>(۱)</sup> نیک و بد را  
 چو بیرون شد ازین شمشد وجودم  
 بمرگ اختیاری راه بردم  
 دمی در یاد گردارم زبان را

سرم روشن ز نور آگهی دار  
 به مالا بد خود تافع نشینم  
 دهم بر باد نسیان این و آن را  
 روم در دامن عزلت زخم چنگ  
 شود موجود بی من آشکارم  
 بد گاهیت برم شے مناجات  
 زیایست خود و از خود بر آیم  
 بر آرم در جهادش تیغ بیداد  
 شوم در انتظار دولت خویش  
 دلم مشتاق انوار بقایت  
 وزین خربندگی آزاد باشم  
 بر اندازم ز خود بنیاد خود را  
 همان انگار من هرگز نه بودم  
 ز مردن پیشتر خود را سپردم  
 رسانم الله الله گوش جان را

(۱) بینم (۲) یاد کرد ارم زبان را



دُر آیم در سماع عاشقانه  
 فتد در کشور دانش تزلزل  
 بر آرم دست در کار نگهداشت  
 بر اندازم نمودارِ مطلقا هر  
 نگه دارنده خود را کنم یاد  
 به بحر نامرادی گشته غواص  
 بجز عشقش تمنائی ندارم  
 بسودایش سروکار است مارا  
 به تحقیق افتد از تقلید کارم  
 عروسِ حیرتم در برکت تنگ  
 ز گنج بی نشانی صد نشان است  
 دلِ اشکسته را نور الهی  
 شکست دل درستی فقیر است  
 دین فقر از شوم راسخ تمام است  
 جز این پنداشت میدان اندر راه

به سرگرمی آن شیرین ترانه  
 دماغم بر درد جیبِ تحسُّل<sup>(۲)</sup>  
 شوم واقف از اطوار نگهداشت  
 به نفی غیر و تشدیدِ خواطر  
 زمانی از حضور غیر آزاد  
 پس آنکه در پی تحقیق اخلاص  
 دلم گوید که سودائی ندارم  
 برون از خواست رفتار است مارا  
 مگر زین کار برخیزد غبارم  
 هجوم بازگشت از من بروننگ  
 دین حیرت که فقرش تو امان است  
 نموده آب حیوان در سیاهی  
 سواد الوحد فقرم ناگزیر است  
 مرزین فقر بیرون کار خام است  
 همین فقر است نقد جان آگاه

(۱) بیایم (۲) محمل (۳) نمودات از منظر (۴) برون از خواب رفتار است مارا  
 (۵) سروکار است مارا (۶) دل بشکسته ز انوار الهی -



اگر دریاد کرد و باز گشتی  
 ز چندین نفی و اثبات و نگهداشت  
 همان در انجمن خلوت گزیدن  
 همان اندرون در سیر بودن  
 همان برپوشش و روم ایستادن  
 همان کردن نفس را بر قدم بند  
 پی فقر است و تحصیل مناجات  
 مناجاتی بروی از و هم اغیار  
 شهودی بهت قائم به شهود  
 در آن خلوت که جسم جان نگیرد  
 بجز نظاره چیزی در میان نه  
 نظر هم نیست اینجا جز تحسیر  
 درین بستان بود و نخل بر موند  
 ولیکن بر بجز خون جگر نیست  
 و معنی جاهل است آزادگانرا

بیادش داشتی همراز گشتی  
 غرض فکر است باقی جمله بنداشت  
 ز آسیب نشان مندی و میدن  
 همان در کار نفی غیر بودن  
 نفس را در دم آگاهی نهاده  
 پیشانی بودن از چشم پراگند  
 مناجاتی و رایی نفی و اثبات  
 ندیده محرم و نی دل خبر دار  
 بهت را با مشاهده کرده نابود  
 بجز نظاره جانان نگیرد  
 خود از نظارگی نام و نشان نه  
 فَإِنَّ الذَّاتَ مَمْتُوعَةٌ التَّفَكُّرُ  
 دل آگاه و جان آرزو مند  
 گلی جز خار حسرت در نظر نیست  
 بدایم عاشقی افتادگانرا



یگی در طلب دیگر فسر دن<sup>(۱)</sup>  
 چه گفتم حاصلی غیر از عدم نیست  
 اگر در ویش و در ویش است اذیت  
 طلب بحیران و مطلب بیچگونہ<sup>(۲)</sup>  
 محبت خانه فارغ ز غوغا  
 به استغنائی مطلب راه بردن  
 کسی را شرکت اندیش و کم نیست  
 سخن کوتاه که جای گفتگو نیست  
 نہ این را مثل و نہ این را نمونہ<sup>(۳)</sup>  
 ز کثرت دور و از نسبت مبرا

## بیان نسبت و تحصیل بر طلب تنزیه مطلوب حقیقی

بیان قاصر از محبوب حقیقی  
 بیانم را چو تو فیقش رفیق است  
 گزشتن از خود و اول شرط کار است  
 همه لذات روحانی حرام است  
 حجاب تست در راه خرابات  
 دل اندر زین احوال پست است  
 بر آن شو که ز هوس آزاده باشی  
 چو زین کوشش بنفید با کوشش<sup>(۴)</sup>  
 طلب تنزیه مطلوب حقیقی  
 بیارم آنچه لایبہ طریقی است  
 فراغت چون بسی بی اعتبار است  
 حظوظ نفس ظلمانی کدام است  
 چه ذوقی علم و چه حظ مقامات  
 دل خود بین که خود چون بت پست است  
 مراد دوست را آماده باشی  
 بکلی میل ازین بتخانه بردار

«فشرود ۱۲۱ بیچگونہ (۳) نہ آنرا شبہ و فی این را نمونہ (۴) کوشش



محبت چون نماید زور بازو  
ز معشوق ہم استغنا دید و  
شود عشق این مجدد را تجلی  
نه صورت ماند اندرون نه معنی  
همان ذات از ورائی اعتبارات  
بیند از دُخربانی در عمارات  
بدین سان بود عشق از پرده بیرون  
که از لیلی فراغت داشت مجنول  
چو آید غیرت معشوق در جوش  
کند یک باره عاشق را فراموش  
چراغی را که رخت کارش بود  
دور وزی در امانت دارش بود  
امانت خواه بتا ند چنانش  
که در عالم نیاید کس نشانش  
مبارک خلوقی غیرے دران نه  
زمانی و تویی نام و نشان نه

## در تحقیق مشاهده و رویت سخن گفتن

خبرداران اسرار حقیقت  
بچشم و دل گرفتار حقیقت  
چنین گویند کائنات را تجلی  
ز صبح کشف تا شام تدلی  
به وحی در سه قسم آمد مقرر  
به هر قسمش جهان نور مضمهر  
یکی در صورت مخلوق ظاهراً  
ز فوق عرش تا حد عناصراً  
مفید نیست این قسم از مساوات  
نه در صحرائی غیب و نه شهادت

(۱) جهانی گشت مضمهر



چو در صورت بود گرد در مثال است  
 همان در کسوت نور مثال  
 تجلی صورت است از ریث شک دور  
 کلی مرئی چه ظالمانی چه نوری است  
 کسی زین جلوہ بالا تہ نہ بیند  
 شب معراج چون سلطان گزیدہ  
 محقق انیکہ در تحقیق این راز  
 کہ ذات حق بغایت ناپید است  
 ظہور ذات حق در قلب النور  
 اگر چه جرم خوردیدن نیاری  
 تجلی بی گمان نسبت بذات است  
 همان در پردہ انوار السماء  
 ولی در آخرت سلطان مختار  
 قد و موطن تبلی السرائر  
 بہ جہت آفتاب و ماہ نبود  
 مرا با لجلہ تحقیق آبخنان است  
 اگر عارف و مہنگام عبارت

علی التحقیق این قسم اتصال است  
 ز رنگ و خیر و اشکال خالی  
 تعالی اللہ زہے نور علی نور  
 چه حسی چه مثالی جملہ صوری است  
 برون زین قسم چشم سر نہ بیند  
 خلاف آمد کہ دیدہ یا ندیدہ  
 بہ نا دیدن کند قانون خود ساز  
 بجز چشم یقین اورا کہ دیدامت  
 بود چون جرم خور در چشم خور  
 وجودش لیک پوشیدن نداری  
 شہودش در پس نور صفات است  
 مشاہدیت جز قلب شناسا  
 بچشم سر و بد و علی درین کار  
 بروی روز انوار ضما سر  
 بجز رخسار جان آگاہ نبود  
 کہ دیدار از خواص آن جهان است  
 بدیدار و بدیدن کرد اشارت



عبارت از شہود و صوری است آن پی تسکین درد و دوری است آن

## در بیان تجلی معنوی و فنا در وحدت صرف

چو از صورت بر آید سالکِ راه  
نخستش جلوه معنی ربا ید<sup>(۱)</sup>  
بہیئت دوست را در کسوت علم<sup>(۲)</sup>  
در استہلاک چون از خود بر آید  
فنا در وحدت صرفش دهد دست  
خوش آن مے کا فگندہ پر دہ ز کارم  
دل از جام و صراحی سرگذشتہ  
بلا انگیز سروی مجلس آرائی  
ز ننگ غوز پستی چند رستہ  
بجان مشتاق قرب بی مع اللہ  
در اذواق و معارف بہر یابد  
شود مستہلاک اندر سطوت علم  
شہود بخودانہ رخ نمساید  
کشیدہ جام و از ساقی شدہ مست  
برون از پردہ نہساید نگارم  
ز خود و ز گرمی مجلس گذشتہ  
بہ بیکتائی و منیارتی ز دہ رائی  
نقاب افگندہ و تنہا نشستہ

(۱) نخستش جادہ معنی ربا ید (۲) بہیئت دوست را در کسوت علم،

(۳) بر مغروری یا غیوری



## در بیان فنا و بقا و تحلی ذاتی

رونده چون ازین کشور برآید	دلش در کسوت دیگر درآید
فنائی لم یکن داده شکستش	بقای کم یزی بگیرد دستش
تحلی خواه سر مست و قوی دل	بذات <sup>(۱)</sup> آئینه افتد مقابل
مقابل لیکن از نسبت مبرا	به پندار تقابل گشته یکتا
شود نور یقین مست نظاره	دل و چشم و خیال افتد کناره
یقینی تا حد حق ا یقینش	یقینی مقصد و معراج و نیش
یقینی اسم المومن نقابش	ز هر و بهم و گمان بیرون حاش
یقینی اصل دید آن جہانی	یقینی تیز گرد لا مکانی
درین موطن مجال آگهی نیست	مشاعر <sup>(۲)</sup> را درین خلوت رهی نیست
که برهان وجودش بهم وجودش	شهودش را دلیلی بهم شهودش

(۱) بذات آئینه اش افتد مقابل (۲) مشاهد-



## در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صورتی و علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جان بود بی پرده کشف ذاتی است آن  
و اگر علمی بود علم حضوری است  
و اگر علم حصولی شد متفامش  
و اگر در صورت مرئی کند روی  
تجلی صورتی خوانند سخن گوئی

دو جالبین ظهور این جمال است  
یکی در حسن و دیگری در مثال است

## در بیان علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین

دلم دوشینه در فکر یقین بود  
در اطوار ظهورش تیز بین بود  
که یارب شاهد عین الیقین چیست  
دران عین الیقین مقصود بین چیست  
چو رفت از خود دل خلوت نشینش  
که دارد دولت حق الیقینش!  
په معنی دارد از خود در گذشتن  
صفیات دوست را آینه گشتن  
برون از علم بنیانی کدام است  
و اگر علم است عین حق چه نام است  
صحیح است آنکه از خوان سعادست  
و هندا قول مراد آنکه ارادت  
یقین گر نفس از عان و قبول است  
دم عین الیقین آن خود فضول است

۱۸، گفتن



شد از نور یقین تحقیق این راز  
 چو آن نور است نور حق تعالی  
 نخست آن دل که ذوالخلق عظیم است  
 به هر دل در خورشید عبادت  
 تعالی الله چه غالی قدرت است این  
 چو آن نور از کثافت های دوری  
 نظر بر علمش افتد نیک و بد را  
 چو ادراک مرکب بگسلد تا ره  
 به عجز از درک ادراک است دراک  
 از نیجا ما عرفنا هم عرفنا است  
 ازین تجربه ایمان است عریان  
 ازین معنی است با حق آرمیدن  
 چو از دجی شک آمد در وجودش  
 خلیل از ستر صوری چون به افشاند  
 محقق راست اندر پرده رازی  
 کد امین نور نور عرش پرواز  
 ز اهل خود جدائی نبود اورا  
 امانت دار آن نور قدیم است  
 ظهوری دارد آن عین سعادت<sup>(۱)</sup>  
 بنام حق چه زیبا حکمت است این  
 جدا از اهل خود گیر و ظهوری  
 شود علم یقین نامش خود را  
 با دراک بسیط افتد سروکار  
 کما است اعترافنا عرفنا<sup>(۲)</sup>  
 عرفنا می که اسم بے مسمی است  
 ازین به غیر مخلوق است ایمان  
 قلند گشتن از ایمان بریدن  
 مداری نیست چندان بشهودش  
 کتاب لا احب الا فلین خواند  
 دلش با پرده گی دارد نیازی

(۱) ارادت (۲) کمالیت



درین دم جلوه عین الیقین است  
 به اصل خود رسید آن نور جاوید  
 حضور ذات در مراتب نور است  
 چو در علم از مقام خود برون بود  
 بسی حق ناشناسی می شد آنجا  
 چو توحید آمد اسقاط اضافت  
 درین معمور و جز حق الیقین نیست  
 که در حق الیقین از غیر بر نیست  
 درین موطن که مطلق کشف این است  
 محقق شد ازین علم مُسَلَّم  
 نهایت درج بوده در هدایت  
 چه خوش گفت آن حکیم کار آگاه  
 صفاتش در تحقق عین ذات است  
 یقینی کاند درین تحقیق گفتم  
 حضور سادّه اما نعل ایقان  
 ز ایمان کرده نابینا کناره

(۱) نور (۲) درون بود (۳) مطلق

ولیکن جلوه خلوت نشین است  
 برهنه از لباس بیم و امید  
 از ان عین الیقین عین حضور است  
 ز نسبت های گوناگون ز برون بود  
 سر اسرنا سپاسی می شد آنجا  
 یقین دار است ز آسیب کثافت  
 بجز حق واقف علم الیقین کیست  
 یقین را رتبه زین بیشتر نیست  
 شود روشن که علمش نور عین است  
 که وجدان بر طلب آمد مقدم  
 تعالی الله زهی نور هدایت  
 چو سائل بالیقین گفتش هو الله  
 همان ذاتش ز نسبتها صفات است  
 همان سرایه تصدیق گفتم  
 مدار انقیاد و مغیر ایمان  
 مُشاهد را ز ایمان نیست چاره



# در تحقیق تجلیات نور کشف مراتب آن و بیان وحدت صرف

دگر<sup>(۱)</sup> در ده دل آید کای سخندان  
 یقین کشف صوری از چه بایست  
 فروزان خاطر فرخنده دیدار  
 که در هر جا جدا گانه حضوری است  
 مستقیم چون همه و بهم و خیال است  
 حضور ذاتی از صورت بجویند  
 یقین معنوی هم مثل صوری است  
 اگر خواهی شود کشف این راز  
 و گره خواهی بگر<sup>(۲)</sup> و در توان دم  
 بذر کرد دست گویا کن زبان را  
 تلاوت ذکر آن از یاد آید<sup>(۳)</sup>  
 نسیم ذکر با وجدان مذکور  
 حضور ساده رخشانست اینجا  
 چراغ اند نور تحقیق<sup>(۴)</sup> فروزان  
 چه جای<sup>(۵)</sup> انوار معنی در حساب است  
 بجوش آید چو دریای گهر دار  
 ز اطوار یقین هر سو ظهوری است  
 یقین مطلق اند روی محال است  
 از ان عین الیقین<sup>(۶)</sup> اسما بگویند  
 درین راه کشف این معنی ضروری است  
 حجاب هستی از جانب برانداز  
 بروں از پرده شو و الله اعلم  
 بخش کحل حضوری چشم جان را  
 بوجدان مجر و جا گذار و  
 کند گرد خاطر از نظر دور  
 توبه عین وجدان است اینجا

(۱) دگر در ده دل ای سخندان (۲) تحقیق (۳) چراغ انوار معنی و خیال است (۴) آید در آسمان اینجا  
 (۵) بجویند (۶) در آید



در آید چون با ستیلا توحته  
 دل از خورشید و عسل نور گیرد  
 و دش از نزد خود علمی دهد دوست  
 درین ره هر که انوار خدا یافت  
 ممدون از صورت و معنی نگار است  
 تماشا کن نگار عالم افروز  
 سعادت بخش ای مسان محقق  
 به آسانی درین ره میتوان دید  
 طریقی مستدیر است اینکه گفتم  
 ز خود بیرون مرو که تو جدا نیست  
 خودی بگذار کن خود آشنایست  
 شمردم آنچه می باید شمردن  
 تودائی و قبول راه بردن

(۱) نور خود (۲) نگار لیست (۳) انتظار لیست (۴) زهی برگشته  
 بخت آنکس که نشنید



## سلسلہ پیرن طریقت حمۃ اللہ علیہم اجمعین

زہد حق و زسلان و زقا سم  
 بران معنی کہ آبائی کرامت  
 دو اسپہ را ند صادق سوئی بظام  
 ہمان عشوہ بملک خرقان برد  
 چو شاہ خرقان مست نشین شد  
 یکی طوسی نثار افشان برآمد  
 ز گنجوری بسطانی در آمد  
 و لیعہد فرید و ند بود و بشید  
 ز فرزند ان آن مہر ولایت  
 امام وقت ابو یعقوب یوسف  
 عزیز مہر را داری خلف شد  
 نقاب نیستی افگند در سر  
 کنون خلوت کردہ سلطان دین است  
 چو شاہ نقشبند افراشت رایت  
 بہ بے نقشی نشان خوش گم کرد  
 چو صادق یافت ملک سبز محمود  
 ذخیرہ داشت شد نور علی نور  
 ولیک از چشم ہر بنیدہ مستور  
 لباس شیروان پوشیدہ طیفور  
 بطوس افگند بانگ دور شود دور  
 دران گنجینہ شد ناگاہ گنجور  
 ز شلہ گور مکان آوردہ منشور  
 چراغ قیصر و خاقان و فقہور  
 عزیز نری در ہمہ دانست مشہور  
 حجاب آفتاب و غیرت حورا  
 کہ خضرش در صدف بود است متور  
 عروسی را کہ پدید است منصور  
 زمین غجدوان آن منبع نور  
 فگند از کف قلم مانی و شاپور  
 غبار چشم بد افشانند از دور



جُنید و بایزید آورده یک جای  
 برآمد ساقی ناگاه سمر مست  
 امانت دارا و یعقوب چرخ  
 فرد رفتند در نیل جلاش  
 گرمی خواجہ احرار از وی  
 وجود خواجہ و انقاس پاکش  
 چو عرق فیض و فردوس بقا بود

به نسبت جذبه را بنشانده از شور  
 زبان بکشا و موسی وار بر طور  
 که کم بودیش نقش غیبه محظور  
 فرا عین هوا مغلوب و مقهور  
 خرابات جهان شد بیت معمور  
 نموداری ز اسرافیل و ناقور  
 ہم آنجا ختم شد این سنی مشکور

## ساقی نام

طبعی که سخنوری گزینند  
 در گوش و لم فسانه گفت  
 یعنی چه مقام حیرت است این  
 چون قفہ جام و بادہ آمد  
 در دامن ساقی خود آویزد  
 ساقی قدحی که هوشیارم  
 این کاسه که بر سرم نگون است  
 در خم میش بیاگن از دست  
 بخون تو یک پیاله خواهد

در پرده صبر کئے نشیند  
 بخون فسرده را بر آشفست  
 هنگام طلب خموش نشین  
 میدان جنون کشاده آمد  
 دیوانگی منسا و برخیزد  
 زین هشیاری لبے و کارم  
 جای است اگر چه غرق خون است  
 تا خود بگرد دل شود مست  
 زان بادہ دیر ساله خواهد



من پیر کهن گدای جا هم  
 آن در جرعه چو در سرم زند جوش  
 عظم چو صیغه اش کند طے  
 چون جرعه ز مے برهنه ماند  
 اکنون پے جرعه گرشتابی  
 این میکه ه جمله جان پاک است  
 ساقی همه خون من فشرده است  
 بر من دوسه قطره مے فروریز  
 روحی که شود در اد فرا هم  
 این صوآت تو عرش آشیان است  
 نه بار کفن نه قید رفتار  
 ایمان برهنه باده تو  
 دوزخ همفتی که از تو دور است  
 من گر چه آتشین دماغم  
 ای زاهد خام طبع بے کار  
 زان جرعه کهنه در بکا هم  
 دنیا مے کهن شود فرا موش  
 در جرعه عدم چو بوی در مے  
 گرد در خم مے رود تو اند  
 نه جرعه نه بوی جرعه یابی  
 دین باره و خم نه زاب خاک است  
 آن جان که شنوده بود مرده است  
 امروز قیامتے بر انگیز  
 نه حشر شناسد و نه آدم  
 اسرار عجب در و نهان است  
 اول قدمش مقام دیدار  
 فردوس دل کشاده تو  
 سبحان الله عجب صبور است  
 از نکبت تو شکفته با غم  
 خود را گرد و جرعه می دار!



وز پائی طبیعت خرامت

کامروز جز این ہوس ندارم

دستی کہ ز بادہ دور باشد

ساقی بہ دل کشادہ تو

مجنون کہ ز ہجر بود سر مست

من نیز دے بر آورم نرد

معشوقہ بچند نام گویم

در ذکرش اگر چہ برقرارم

من ذوق سخن چنان ندارم

دارم بخیال مے سرو کار

من بہیدہ در کدام عالم

وقت است کہ ایں جہان دین گفت

قوسین کمان چون نہ بینم

ہاں شمنہ و محتسب بمیرید

ساقی من ازین حیات سیرم

یک قطرہ ذورقے تمامت

کاندر رہ بادہ جان سپارم

در خاک سیمہ چرا نہ باشد

سو گند بجام و بادہ تو

لیلی گفتے و رفتے از دست

زان شیفتہ کم نیم درین درد

ساقی و شراب و جام گویم

عملیت ز دست رفتہ کارم

آن کالبدم کہ جان ندارم

می گویم و بے خبر ز گفتار

از گفت من است و از خیالم

بالفس و وصال او شود جفت

بر خیزم و گوشہ نشینم

از مست چنیں خبر نہ گیرید

بنائی کر شمنہ تا بھیرم

یک قطرہ زور دے تمام است

(۱) در پائی طبیعت خرام است



از خلقت این دوست نابود  
 در زنده سری فکندگی نیست  
 مستی که بی پای خم شده کست  
 ساقی بر سان شراب نابے  
 در کسوت باد و روز خواهم  
 عقل این سخم نمی پذیرد  
 من بوی تو در دماغ دارم  
 روحم به طفیل نکبت راح  
 روز است مرا و بخت بیدار  
 این نقد دست داده اولی  
 چون<sup>(۳)</sup> حرف زخم چه طاقت من  
 اور و نبق دین و جان هستی  
 انیک من ازین بندگان غم  
 لیکن نه چنانکه روی بنیم  
 چشم بد و نیک از میان دور  
 زین پیش به خطه بخار  
 آئینه ارجمندے بود

و انم که لیعبد واست مقصود  
 جز خواری مرگ بندگی نیست  
 زاده شده مست<sup>(۱)</sup> چند شبست  
 بن جملہ شہم تو آفتابے  
 آن ہر تو و لغروز خواہم  
 کز روز شہی چه بہرہ گیرد  
 از عقل کنون فراغ دارم  
 آمد چو صبح رفت مصباح  
 گر شب برود برو چه درکار  
 این بار ز سر نہادہ اولی!  
 چون دوست رسد چه جای دشمن  
 دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی!  
 ای آئینہ فتنہ تو گشتم  
 تا پیش تو لحظہ نشینم  
 خودمانی و آن لم توج نور  
 بودی چو حباب آشکار  
 نہ نقش نہ نقشبندے بود

(۱) دست از میان شست (۲) فنادہ (۳) چون او آید



امروز درین خرابه بنشین  
 اینجا تنم ارچه افتاد است  
 دارم بهمان زمین سروکار  
 ساقی می نقش بند پیش آر  
 هر چند کند عنبرین بومی  
 آهومی ختن شکار دارد  
 عطار که نقش بند ثانیست  
 آن رشته که پارسا لقب بود  
 آن خواجه بندگان آزاد  
 من چون ہوس چنین نیارم  
 در کان نمک سگ ارشنید  
 خوش آنکہ ستر یار چار گردد  
 غمشتے گردم کہ این نکو قہر  
 یک جام اذان طے کہ دارد  
 بزخمی کہ در آن زلال نوشان

این مشیت خیال را فرو چین  
 جانم بہمان زمین افتاد است  
 من نیز بخاریم بہ رفتار  
 من صید تو ام کمند پیش آر  
 آن نیست کہ آرد و کمین روی  
 بر لاشہ خرے چہ کار دارد  
 در حلقہ آن کند فانیست  
 در پیش آن کست آسود  
 سرور خیم آن کمند بہباد  
 من خود سگ آن سہ یار غارم  
 خود را بجز از نمک نہ بیند  
 قہر ادب استوار گردد  
 آید بکمال خود درین عصر  
 از من بہ تمام سر بر آرد  
 خوانندم ختمے فروشان

(۱) در بزم گہ زلال نوشان۔



شرط طلب است امید بستن  
 امید سرے بکار دارد  
 امروز درین رابطہ فانی!  
 شمع که درین سیاه خاست  
 روزم بامید او سفید است  
 باشد که برون ز جستجویم  
 گفتم سخن ز کامرانی  
 در دیدہ کشم قبول خود را  
 ای خاک مدینہ و رکبائی  
 ای مردم چشم دور بینان  
 دریاب غم آشیانہ دارد  
 سوزندہ غم کہن تلف بہ  
 ای نوہ دل چہار عنصر!  
 ای دہ تو تاج آفرینش  
 ای نور تو چون فلک ہویدا  
 ای حجلہ خواب گاہ مقصود  
 ای از تو زمین بدین خرابی

نو میدنمی توان نشستن  
 عکسی ز جمال یار دارد  
 دارم بامید ز ندگانی!  
 امید وصال آن یگانست  
 جان در بد نغمہ میل میداست  
 بخشند و چند آرزویم  
 ای آرجم را حمین تودانی  
 خاک قدیم رسول خود را  
 در دیدہ من چرا نیائی  
 وی چشم و چراغ نور بینان  
 بنواز سیاه خانہ دارد  
 این چتر سیاه را شرف دہ  
 ای خوش صدنی درون ہمدہ  
 سر چشمہ مرغزار بینش  
 نعم البدل زین بطحا  
 فردوس بہ در گہت حبیب سود  
 دیدہ شرف ابو ترابی



ای آمده نور آسمانی  
 سبحان الله چه نسبت خاک  
 او ستر کمال مصطفیٰ بود  
 من حاصل این خطاب گویم  
 خاک اند جماعتی که مردند  
 از سطوت نور در شکسته  
 کردی نه به پشت پائی زیشان  
 سر حلقه خاکیان علیؑ بود  
 زان بگرد و نهر بند بکشد  
 معروف و سری جنید بغداد  
 یک سوی دگر لطیف پاک  
 سبطین رسول وزین عباد  
 این سلسله از طلای نابست  
 القصة ابو تراب این است  
 هر چند غرض درین کرامت  
 لیکن سر رشته بجای بود  
 گر خاک مدینه می شنودم

حاصل شده ستر لامکانی  
 با ستر لما خلقت الارض  
 با این گره نسبتش کجا بود  
 مضمون ابو تراب گویم  
 هستی بخدائی خود سپردند  
 و ز آب بقا فرو نشسته  
 در د کف پائی خود چه امکان  
 سر سلسله جهان علیؑ بود  
 یکسو حسن و حبیب و داؤد  
 کردی طرqi کشیره بکشد  
 مستور بزم پرده خاک  
 پس باقر و صادق و نوزاد  
 دین خانه تمام آفتابست  
 تفسیر اشارت این چنین است  
 افتاده ز راه استقامت  
 عشقم بجمال مصطفیٰ بود  
 در راه نیازی خواجه بودم



در مدح صاحبان رازش      گفتم همه بود در نیازش  
ای خواجہ بارگاہ سہرہ      سر حلقہ انبیا محمد  
وہ وہ چہ زبان پاک دارم      این راہ چگونہ می سپارم  
این تنگ بساط در نور دم      ہم گرد ز بان خود بگردم  
گویم سر و سروی من است این      مذاہج پیہر من است این  
سبحان اللہ بلند ذاتست      حمالِ حروفِ عالیاتست

تاریخ تولد برخوردار خواجہ عبید اللہ و برخوردار خواجہ  
محمد عبداللہ کہ در یک سال <sup>۱۱۰۱</sup> متولد شدند سلمہا اللہ تعالیٰ

در باغ طراوت جوانی      بی برگ گذشت زندگانی  
ہرگز نہ شمیمہ بوی فرزند      بودم سروی بسایہ خورسند  
آخر بہ بُرے امید بستم      افتاد ترنجکے بدستم  
طبعم غزلِ نشاط می گفت      دیدم کہ بہارِ باغ بشگفت  
تاریخ شناس تیز بین مرد      بشگفت بہار در خط آورد  
زان ہائی دو چشمہ بہارم      نمود و دود <sup>۱۱۰۱</sup> تر شا ہوارم  
یعنی کہ ہمان دولہیر با ہر      در یک تاریخ گشتہ ظاہر

(۱) شگوفہ بدستم (۲) دیدم ناگہ بہار بشگفت



بالید پس از مردن پادشاه  
 مابین ظهور آن دو گوهر  
 آن گشته درین خرابه منزل  
 بود آخر عصر کان یگانہ !  
 خورشید گزید خوابگاهش  
 انگشت ہلال در دہن بود  
 زین سقف در چہ پاکشادند  
 خورشید بشرق شد گریزان  
 دین<sup>(۳)</sup> طرفہ نشاط خاطر افروز  
 قطب از طرفی نفس بر آورد  
 اندر ملکوت غفل افتاد  
 گفتند کہ تہنیت رسانیم  
 در خانہ کمترین غلامی  
 این نام نجستہ و ملک زاد  
 بر در گہیہ خواجہ ام رساند  
 گوید کہ ز ستر کارم آگاہ  
 در بار درخت شد و بادام  
 بگذشتہ چہار ماہ واکشر  
 روز یکم از ربیع الاول  
 افتاد درین سیاہ خانہ  
 کانیک شب وروستی ماہش  
 کاین شعلہ غریب خورشید بود  
 نظار گیان در ایستادند  
 کاید بہ پناہ صبح خمیزان  
 شد دامن شب چو چہرہ<sup>(۴)</sup> روز  
 کانیک بتومی سپارم این برد  
 کاسلام بشکل آدمی زاد  
 ایمان محمدیش خوانیم  
 شد بندگی بزرگ نامے  
 انشاء اللہ شفیع من باد  
 گوید ز من آن سخن کہ داند  
 او مفلس و من خرنیہ شاہ

(۱) آن کردہ (۲) خورشید (۳) زین (۴) بہرہ اندوز (۵) شد بندہ یکدیگر بزرگ نامے۔



انشش بخیا لم آرمیدن  
 سرگرمی آستانه ۱۱ و  
 می بود خزنیه دار پیوست  
 در میوه جمال من اثر کرد  
 زان روی کمن لقب نهادش  
 آمد بزین چو باد نوروز  
 تکبیر و اذان بگوشش اعلام  
 دین ابدین بر نیاید  
 در گوش من آربانگ لاریب  
 یک اشهد از لببت پند است  
 والقد که همان زمان بمیرم  
 تا خانه ماسوی لبو زم  
 می میرم و شعله می گذارم  
 خود شعله خویشتن بر افروز  
 این مرگ علی سترده بهتر

کارش همه گرد من پیسیدن  
 من بودم و نقد خانه ۱۱ و  
 بیچاره قلندر می نمی دست  
 چون باغ طبیعتش بر آورد  
 جسم فلکی شناخت زادش  
 القصه در اال گذشتن روز  
 کردند موزنان اسلام  
 تا فطرت او شبات یابد  
 برخیزد بلا موزن غیب  
 این خسته بے نیاز منداست  
 گویدم اله از تو گیرم  
 یک شعله نوره بر دوزم  
 من خود به نیازی سپارم  
 در خور انیم از من سیر روز  
 این عمده باد برود بهتر

(۱) چشم لکی (۲) بر تابد (۳) خود را تو بازی سپارم (۴) در خوریم از من سیر روز (۵) ای مرگ بپای  
 پیروزه بهتر



ای دوست بحق دوستداری  
 بان از تو قدم بنابر ماندن  
 بجزان تو وصل جاودانی است  
 از مرگ چنین نمی هراسم  
 گر سخی علی الصلوٰۃ گوئی  
 در زیر کفن شود فراہم  
 من مرده و دوست در نماز  
 افتاده بصعقہ تجلی  
 گردند و کون مدح خوانم  
 امی<sup>۱</sup> نفسی وجود بر تراشم  
 بان اللہ گوئی تا بجوشم  
 در راہ الا اگر شوم نیست  
 در چشم من آن الف عظیم است  
 من یکدم سرد تمام دارم  
 از رشحہ کفایت است این کار

خواہان توام بجان سپاری  
 از من سبق فراق خواندن  
 در پیش تو مرگ زندگانی است  
 این شعبدہ بیک می شناسم  
 ہم خود بصلوٰۃ من پیروی  
 رشک ہمہ زندگان عالم  
 سبحان اللہ بخود بنسازم  
 گویم وهو الذی یصلی  
 قد افلح ابی نشا<sup>۲</sup> نم  
 گر ز آن گہرے شنوده باشم  
 اینک چو صدف تمام گوشم  
 حاجت بہ سماع اکبرم نیست  
 دانم کہ قراط مستقیم است  
 یک رشحہ حیات کام دارم  
 چون من بروم چہ کم چہ بسیار

(۱) شوم (۲) آتی بشانم (۳) این نقش وجود (۴) بجیرے اگر شنوده باشم۔



چون در نگری غرض تمام است  
 گر بجز رسد به تشنه کاسے  
 فی فی غلظ مقام در ویش  
 دریائی ازل بسوی شگرف است  
 ای لیس مکثله نقابت  
 من خرقه عاقلی در یدم  
 از قید تفکر م چه حاصل  
 من یچدان مہمہ گسا نم  
 ہر چند کہ خلق ناشناسا  
 استادم و دانشم کتابم  
 طغلم کہ نخوردہ شیر ماور  
 نگذشتہ ہنوز پیش سلطان  
 گم نامم و کار جملہ خام است  
 نامی نہ کن و مرا بخوانند  
 نامی کہ چو در رسد بجایم  
 سر رشته رشحہ ہم بجام است  
 سیرانی دوست ہم بہ جائے  
 عالیست ز حرف اندک ویش  
 سبحانک ثبت این چہ حرف است  
 سر رشته عقل سبب بابت  
 ایمان محمدی گزیدم  
 آن خواجہ بس است عقل کامل  
 تحقیق رہ مبین چہ دانم  
 گویند کہ عاقل است و دانا  
 دانی کہ من از کد ام با بکم  
 افتادہ ہمان بخاک و خون در  
 دارم دلکی تمام افغان  
 بسم اللہ نام من کد ام است  
 نامی کہ مرا ز من رہانند  
 او ماند ز من ز خود بر آیم

(۱) رہ چنیں چہ دانم



اینجا سر عقل خورده در سنگ  
 تاریخ یکے چو شد نمودار  
 افتاده به بحر و بر طلاطم  
 چون صبح رسید آخر شب  
 چون ماه تمام منشرح صدر  
 بانور محبت خدائی  
 با خود جهت کمال نمرود  
 در عین شب آفتاب برخواست  
 آن شب در معرفت کشف و ند  
 خورشید با حجاب خود در  
 از غشے چراغ بسیار  
 در دیده شیران کم زان  
 چون سر کشد آفتاب بر من  
 آن تیره به تکریم و فنا گم  
 بان خامه به اصل قصه زن چنگ  
 هنگام تولد و گم آ  
 ماه رجب و یگانه ششم  
 چون روز ز روشنی لبالب  
 در ظلمت شب چو ساعت قدر  
 در آخر فقر و بے لوائی  
 خورشید پے تہجد آمد  
 تا صبح پسین شتاب برخواست  
 تمثال ظلم خود نمودند  
 کردند ستارگان برون نمر  
 این عرصہ تیرہ شد نمودار  
 وحدت پس این دو کثرت افتاد  
 افتاده نہ تیرہ و نہ روشن  
 روشن به حجاب اجنبی گم

(۱) اینجا سر عقل بخور و سنگ (۲) با صبح (۳) آن را الخ (۴) ہدف  
 (۵) نہ تیرہ بماند و نہ روشن (۶) اختفا گم۔



خورد نیز حجاب نور دارد و  
 گر پرده ز روی خود کشاید  
 یارب که طلسم خود کشائی  
 خود را به تمام خود گذارد  
 چندین همه آفتاب رفتند  
 این قطره هم از شمار ایشان  
 باشد کلام از و بر آید  
 بس تشنه و لب خراب کم آید دست  
 هر جا که ترشح تو بنسیم  
 ای بحر طلب بکام من شو  
 من جام چه می کنم گداکم  
 اکنون دهنم کشانده بهیست  
 در پرده چنین ظهور دارد!  
 خود نیز به اجتناب<sup>(۱)</sup> در آید  
 این طفلکی را به او نمائی  
 چون نخل ز دانه سر بر آرد  
 در کبر تو چون حباب رفتند  
 در موج خودش بکن پریشان  
 چون بنمیش از تو یادم آید  
 در حسرت یکدم آیم آید دست  
 در العطش آیم و نشینم  
 امروز یکی بکام من شو  
 مشتاق تو ام دهن کشایم  
 بخرنخن آستانه بهیست

زین گهت و شنود حاصل نیست

حیران و خموش بایدم زلیست

و اختلاف (۲) نظام



تاریخ تولد بر خوردار خواجہ خور و اسمہ خواجہ

محمد عبداللہ سلمہ اللہ تعالیٰ

گلشکری بوالعجبی دست واد

شکرہ ہندی و گل ترک زاد

بلکہ ز کشمیر گل زعفران	شد شکر آلودہ ہندوستان
شاخ گل از باغ ولایت شتات	از قدح ہند شکر آب یافت
شاخ نباتی شد ازین طرف فن	انبتہ اللہ نباتا حسن
بلکہ نہالی است برون از جہات	آمدہ در عرصہ این شاہ مات
گرچہ فرد رفتہ درین نیک ہمد	بارہ و راست از اثر قرب عہد
آمدہ بس در غم این تیرہ خم	ماہ رجب بود و صبح ششم

کرده قلم سال ولادت رقم

ہان بشمار انجہ رقمز و قلم



رباعی



اے خواجہ درین نامی اسرار است  
مجموعہ ماسلسلۃ الاسرار است



① گویند در جو دو کون کونست حصول  
والترکہ دین پردہ لسان الغیب است  
نور سے بجز از کون نکر دست قبول  
بر طبق قواعد است بر وفق اصول

② بشناس کہ کائنات رود عدم اند  
وین کون معلق از خیال و ہم است  
نی در عدم ایستاده ثابت قدم اند  
باقی ہنگی ظہور نور قدم اند

③ ننگہ کرۂ درون و بیرونش نور  
یا بندۂ انواع ظہورش باطن  
در سے ز عجبوگی بعد نوع ظہور  
واں ظاہر در پردہ و حجاب مستور

④ بنمون دو کون را صلا در داده  
خادث شدہ نسبتی درون و بیرون  
دانی کہ در عدم چساں بکشادہ  
در بیرون عکسراں عکسراں فتادہ



⑤

ما صورت و حق آئینہ عکس نماست  
 ہر صورت و ظہور شرط و گریست  
 این است معیتی کہ حق را با ماست  
 این نسبت اسباب زین و پیداست

⑥

آن کسب کہ نسبتش بہا گشتہ عیاں  
 حق موجود است و قادر مطلق اوست  
 در مذہب اہل حق جز آن ہیچ دیاں  
 دین مشقت خیال جملہ و ہمت و گماں

⑦

حادث کہ نباشد بدو آن پابند ہ  
 سبحان اللہ زہے خیال باطل  
 تاثیر کند بحادث آسند ہ  
 این است وجودی عیش زانیدہ

⑧

آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است  
 کسبی کہ وجود او بجزو ہمی نیست  
 از کن فیکون جز این روش بس عجبت  
 نسبت بحق اگر کند کسی بے اولبت

⑨

ہر صورت علمیہ کہ ہستش کوئی  
 معلوم کہ اصل است، وجود علم است  
 زان ہست کہ بومی اصل از دی بونی  
 جہل است اگر ہزین روش می بونی



۱۰ ممکن کہ خرد در ہر حد تمیش بکشا د  
اور درستی و ہستی اندر دے بود  
در بد و نظر بہر ہستیش فتویٰ داد  
بیچارہ باشتباہ نامے بہا د

۱۱ از صفائے مے و لطافت جام  
ہمہ جام است و نیست کوئی مے  
در ہم آمیخت رنگ جام و مدام  
یا مدام است نیست کوئی جام

۱۲ ایں صورتِ علمیہ کہ در جلوہ گری است  
ادراک مرکب است و مرآت خود است  
از خال و خٹش جمال مقصود و بری است  
در شے ہمہ نشیم بودن از بے بصری است

۱۳ در علم دو وجہ است بے شبہ و ریب  
در وجہ شاہد ہمہ رنگ است و تمیز  
یک وجہ شاہد است یک وجہ لغیب  
در وجہ غیب نہ نشان است و نہ غیب

۱۴ ایں علم بسیط بے تمیز است و نشان  
چند حاصل تازہ ندارد نہ تو اں  
در ساحتِ اوارہ نہ این است و نشان  
تخصیل نمود کیں محال است عیاں



(۱۵)

از حضرت ذات بہرہ استہلاک است  
آں معرفت است نامثل را کہ لپیٹ  
استہلاکے کہ از تصور پاک است  
آنجا چہ محل دانش ادراک است

(۱۶)

ادراک لپیٹ موطن محو و فنا  
این است تفاوت کہ دریں موطن قد  
ہر جاستی است دارد آنجا ما و ا  
ظاہر شدہ جفت عروس و حدتہا

(۱۷)

ہنگام شعور ازین مقام عالی  
در پردہ نور یک ظہورے دارد  
ہر چند کہ بہت دست و اش خالی  
این است نتیجہ علوم حسابی!

(۱۸)

لیکن باید کہ نور آن باطن پاک  
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند  
ہر لحظہ نیفتد از مقام ادراک  
تا یافت شود نتیجہ استہلاک

(۱۹)

یارب چہ کند کلامی بیچارہ  
ہستی بکمال قرب از مستور است  
کہ کوئے حقیقت نشود آوارہ  
کوئے بی حصول در دیش ستارہ



(۲۰)

خواهی که جمال غیب در دل یا بی  
در ذات خدا فکر آمد باطل  
زنهار طلب کن که مشکل یا بی !  
در فکر چنین مشو که باطل یا بی

(۲۱)

خواهی حق را بغیر منظر بینی !  
می کوشش که بے صورت تحقیقی را  
نشی که محالست که دیگر بینی  
در منظر موهوم مصور بینی

(۲۲)

حق نقطه جواله جہاں دائره دال  
آں دائره صورت علوم نقطه است  
بے دائره آں نقطه نیا مدعیان  
وآں نقطه که جلوه داد گشته عیان

(۲۳)

گر نقطه جواله بود ذات نقطه  
گرد چو جہاں که جمله مراتب حق است  
وآں شکل نمود اعتبارات نقطه  
خط نقطه و دائره مراتب نقطه

(۲۴)

هر چند که دائره نہ وہم است و نمود  
گویند که در نظاره کشف و شہود  
در نقطه عروض دائره شد مشہود  
اعیان ہمہ عارض اند معرض وجود

(۱) وآن نقطه در او بجلوہ گشته عیان



(۲۵)

گر نقطہ بجولانگہ خود آنے در  
در ظاہر علم گر کج و راست شود

بیرون کشد از دائرہ و از خط سیر  
در باطن علمش نبود هیچ اثر

(۲۶)

ہاں تا نکتی غلط کہ از کم دانی  
ظاہر بد نے کہ بے خیالِ روش

ایں باطن را بیرون ز ظاہر دانی  
ہر چند کنی تمییش نتوانی

(۲۷)

ہر جا ہستی است گر نبات است و جماد  
ہستی چون بذات خود علیم است و قدیر

گنجی ز صفات خود و روح نہاد  
از ہست چگونہ علم و قدرت افتاد

(۲۸)

در ہر شکلی کہ رنگ ہستی پیدا است  
لیکن ہر یک پے ترو دگشت

روح است کہ قادر مہر و داناست  
در ظاہر علم ازین صفت پاک است

(۲۹)

ایں ظاہر بے مثل بسان بدن است  
روحست باعتبار اطلاق وجود

واں لیس کمثلہ در خمیہ زن است  
گاہے نفس است کہ او پس قرن است



(۳۰)

حق روح و جہاں نفس و آفاق بدن  
ظاہر دروے ہر صفاتِ نقطہ است  
چوں نقطہ کہ در دائرہ دارد مکن  
منظر بگذا چنگ در ظاہر زن!

(۳۱)

ہم بزرگ است و یار ہم رنگ پذیر  
این سمع و لبہر جز این ندارد و گری  
آن لیس کشہ سمیع است و بصیر  
آن جملہ غنی است ماسوی جملہ فقیر

(۳۲)

تہذیبہ فقط از علم سویی ادب است  
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است  
از ملتی و سمیع عماہب دل عجب است  
وہ باطن خود تمام آیت است

(۳۳)

تشبیہی را کہ بوی تنزیہش نیست  
این حکمت ز قہرمان محشر باید  
در اکثر تنزلات تو جمیعش نیست  
سہل است و در ذرا تو چہ دشوار نیست

(۳۴)

سبحان اللہ زہی خدائے متعال  
از نور لطافتش ضائر مشحون  
عالی از تصور و مسترا از خیال  
وہ تہریر آتش جہان مالا مال

(۱) چیزے (۲) این رباعی باعتبار ترتیب سلسلہ الاحرار رباعی اول است از سہو  
کتابت وہ بنجارد ج شدہ - ۱۲ حیث کاظمی



(۳۵)

چوں ظاہر علم پرده مقصود است  
از نقش دے بسوئے بی نقش گریز  
دین مشت خیال سرسبز با بود است  
والگاہ نظارہ کن کہ حق ناموجود است

(۳۶)

ہر س تو نہر لست ز انہار نقوش  
بر خیز و جمال نقشبندے بطلب  
شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش  
کاساں شودت خاکست باز نقوش

(۳۷)

چوں نقش نہادہ رویہ بے نقش آری  
نور بے رنگ ترجمش گرد و  
زاں لوح وجود نسخہ بر داری  
ز نہار کہ دل بہ ترجمہ نگذاری

(۳۸)

آں بیہ گئے چو پر تو انداز شود  
ہر جانور نیست بر کشد جملہ بخود  
بس راز نہفتہ را کہ غماز شود  
وانکہ پئے انکشاف ہر راز شود

(۳۹)

گویند کہ چوں بسدندی بکمال  
چشم از ہمہ سو سرمہ ماز اغ کشد  
گرد و دو جہاں ز ترجمہاں مالا مال  
گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال



(۲۰)

مکن ز تنگنائے عدم ناکشیدہ نعت  
در تیر تم کہ این ہمہ نقش غریب حسیت

واجب بجلوہ گاہ عیاں زانہادہ گام  
بر لوح صورت آمدہ مشہود و حاصل عام

(۲۱)

ای گشتہ بہر نمود زیہودہ گرد  
درست نمود کہ بس بے طرفت

اینست مقام کنت سمو لبش  
نشین دہر طرف مشہور رنگ دد

(۲۲)

یک لحظہ سرے بعبیبتی در کش  
گر مردی رہا بہ نامرادی خو کن

حرفی انا گوئے را خطے بر سر کش  
یعنی کہ ز گارہستی در بر کش

(۲۳)

این سکہ کہ من ز دم نیام فقر است  
بر خیزد و خواجہ احرار بگیر

وین روشنی از نور تمام فقر است  
کال راہ ز سرحد مقام فقر است

(۲۴)

آمد چو رباغی بچہار از عشرات  
ماہم سخن را کہ بشرش گفتیم

خامش شدہ خام و دہن بہتہ دوتا  
کردیم تمام بر محمد صلوات

راہ کلین راہ



(۲۵)

اندیشہ چواربعین خود بر دلبر  
در تفرقہ اش چو اہل ظاہر منگر  
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان  
در ہر شانے زبے نشان دادہ خبر

(۳۱)

اے خواجہ دریں نامربے سر راست  
نہش ز مقید خرد و دشوار است  
از کون و مکان مقیدالش فر داند  
مجموعہ ماسلسلۃ الاحرار است

تتمت السباعیاست

مجموعہ سلسلۃ الاحرار کا قدیم ترین خطی نسخہ بھی جس کا سنہ کتابت ۱۰۰۷ھ ہے۔ علیگڑھ کی آزاد لائبریری کے صدر یار جنگ سیکشن میں ۲۱۳۰ھ ق پر موجود ہے۔ اس نسخہ کی کتابت حضرت خواجہ باقی کی وفات سے تقریباً پانچ سال پہلے ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ خطی نسخہ خود حضرت خواجہ نے تحریر فرمایا ہو لیکن اس قیاس کی تصدیق و توثیق نامحال نہیں ہوئی۔ حیرت کاظمی



متفرقات



از تو ای بیزنگ با چندین صور  
 هم شنبه هم منوره خیره نگر  
 (خواجہ باقی)



اضافہ بر روی نسخ خطی گوالیار و خانقاہ شاہ ابوالخیر  
و آزاد لائبریری (صدیاری جنگ سیکشن) ایچ ق محرمہ سال ۱۰۳۰ھ

## رباعی

بدمست من امشب چوہ آراستہ است  
غم، بچوہ لال لاغر و کاستہ است  
ای صبح بروں میا کہ ترکاں مستند  
وی شب بنشین کہ فتنہ بر خاستہ است

## رباعی

صحرا نشین ز سیل خذر کن کہ آستین  
تر می کنم بہ گریہ و افشردہ می روم  
آں گلبنم بہ بارغ تو کز یک نسیم لطف  
نشگفتہ ام ہنوز کہ بزم مردہ می روم

مرد

بغیر آنکہ بروی سیاہ خود گرید  
دگر ندیدہ باقی چہ کار می آید



اضافہ بنا برزیدۃ المقامات تصنیف خواجہ  
محمد ہاشم کشمیری صفحہ ۱۲ و ۱۳ مطبوعہ

## رباعی

در راو خدا جملہ ادب باید بود  
تا جاں باقی است در طلب باید بود  
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند  
گم باید کرد و خشک لب باید بود

## فرد

می گزشتم ز غم آسوده کہ ناگہ ز کیس  
عالم آشوب نگاہی سر را ہم گرفت

## فرد

من از محیطِ محبتِ نشان ہمی دیدم  
کہ استخوانِ عزیزان بی ساحل افتاد است



# مرثیہ ابوالوقت حضرت خواجہ محمد باقی قاسمیؒ

(اسنا مولا ناسا شدی)

دل برگرفت ازین چمن آن تازه نو بہار  
کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من  
این یکدہ روز عمر ماری برین منہ  
بر حال خویش گریہ کند مرغِ این چمن  
از ہرمانت قافلہ در نیمہ رہے بسا نہ  
خوش خوان سزود ہاست درین رہ کہ چون بر  
برخون خلق چرخ دہن باز کردہ است  
عبرت بگیر ازین سبوح آدمی خسکار

کآن قطب نہ فلک بدل عرش جا گرفت  
خلوت گزید یا حق و جام بقا گرفت

امشب کہ نالہ بلبل خاموش تازہ کرد  
ہر نالہ ماتمی و گرافزودہ بر دلم  
جوش درون کہ از دم مردم فرزدہ بود  
شودیدہ حکایت آن رخ ہفتہ گفت  
آن خواجہ کہ از دل غزائی ہوشمند  
آہنگ گویہ برین مدہوش تازہ کرد  
داعی کہ خفتہ بود در آغوش تازہ کرد  
آتش بسینہ دزد دیوان جوش تازہ کرد  
آشفگی بسینہ بلا نوش تازہ کرد  
آئین شرع و قاعدہ ہوش تازہ کرد



وزیر حلقهای غلامش مهر و ماه  
هر روز رقیبهای بناگوش تازه کرد  
از یک روز کار برآمد پیام چرخ  
بر هزار در و فراموش تازه کرد

یک ره خبر دهید که آن نو سفر چه دید

بر آوج سپهر برین آن قمر چه دید

آن مادی زمانه رخ اند نقاب کرد  
زین شیوه خاتمان جهان را خراب کرد  
در عمر روزگار ندید است کس بخواب  
زین صعب تر غمی که دل رو دیده آب کرد  
در کام عیش زهر شکست از فراق او  
عشرت بجام و شیشه خود خون ناب کرد  
خود وصل بگزید و بیاران فراق داد  
خود با ده بخورد دل ماکباب کرد  
هر کس که ناله با جگرش ماست شنید  
شب را تمام روز قیامت حساب کرد  
بیدار باد دیده عبرت گزین هوش  
کآن بخت از جند جهان عزم خواب کرد

خون شد دل سپهر زیبا رخفتنش

در زیر خاک بادل بیدار خفتنش

دامان کشیده سرو ازین بوستان چراست  
آن گلبن شگفته رعنا نهان چراست  
پیمان مراد حریفان نکرده پیر  
آن ساقی شراب بقا سرگران چراست  
پژمرده گشت غنچه امید بی رخس  
افسوده خاطر از چنین آن باغبان چراست  
آن مایه جمال جهان گر سفر نکرده  
افسوده رنگ درونی روی جهان چراست  
آن نو بهار تازه اگر رخ نهفته است  
گلها جگر فگار دوست خزان چراست



از هفت بام چرخ اگر سنگ غم ز بخت  
بر پشت جاتم این همه کوه گران چست  
آن آفتاب و بج هدایت اگر نخواست  
این تیرگی روی زمین و زمان چست  
آن گنج شائگان که نخواست است زیر خاک  
از مخلصان نیاز بدان آستان پاک

گویند خضر وقت و سحر زمانه مرد  
خودشید نو گستر این هفت خانه مرد  
پوشید چشم کمره و شد زنده آبد  
معشوق و هر بود ولی عاشقانه مرد  
الا بختش بوسم جمله مرده باد  
چون آن به دو هفته و فردیگانه مرد  
رنگ رخم شکسته تر آمد ز جام دل  
خون دگر ترانه چنگ و چغانه مرد  
ز شدی ازان نفس که رخ خود هفت دست  
ساز طرب شکست و نوای ترانه مرد  
بر حکم و هم دیده کوتاهه می گوی  
کان روح بخش زندگی جاودانه مرد

چون نو عروس وصل در آغوش برگرفت  
از بس علاءش لب خاموش برگرفت

آو بخ که شهسوار زمین دامن نماند  
گلدهسته که بود بدست چمن نماند  
یعقوب دارد دیده بکوری سپرده به  
چون در زمانه یوسف گل پیرن نماند  
آشفته گشت خاطر مجروحم آچنان  
کز جوش گریه میج و ماغی سخن نماند  
دل شاد بلبل که بخود صد ترانه داشت  
آن گل جو رخ هفت زبان در دهن نماند  
شد بگ ریز لاله گل از خزان دهر  
در گلشن نشاء لب نغمه زن نماند



دہراذ فراق چون شب یگوتر تیرہ شد      کان شمع بزم قدس درین انجمن نماند

آن نیک قدس رشتی از دیدہ برگرفت      خورشید گو مان چو شہنشاہ من نماند

دل خون کن زمانہ غم خواہ باقی است

جانکاه عاقبت الم خواہ باقی است

از حق ہزار کرمیت و آفرین برو      شد ختم سرفرازی دنیا و دین برو

چون مادر زمانہ ندارد چو اولیہ      زان است گریہ ہائی زمان زمین برو

بر بام خود کشیدی فخر چون سحر      دل بستہ بود چون فلک چارہیں برو

دانستم آنکہ بود چو من عاشق رخس      کز بام ریخت زہرہ گل یاسمین برو

بلبل نہفت در غزلش خنجر و سنان      گل چاک کرد پیرہن نازنین برو

دلہا بخاک او چو گس بر شکر گرد      صد حسرت است در جگر انگبین برو

بر قدر در داد نتوانیم گریہ کرد      گر نیتا بجعفر شہر و سین برو

آہ این چہ ماتم است کہ خون جگر بسخت

ہر لحظہ ام بدرد و غم تازہ تر بسخت



# قطعہ تاریخ وفات فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ

خواجہ باقی آن امام اولیا

عارف باللہ اسرارِ نہفت

نکبت بستانِ سروِ انبیا

از نہالِ جعفری خوش گل شکفت

چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا

موحق گشتہ ز اسرارِ صفت

رخت بستہ زینِ سرائے بے بقا

چوں ندائی از جمی از حق شنفت

سال تاریخ و صاخش خسروی

فی البدیہہ نقشبند وقت گفت<sup>(۱)</sup>

۱۲ ھ ۱۰

(۱) یہ قطعہ تاریخ بھی آثار الصنادید سے منقول ہے۔ حیرت کلامی



## قصیدہ مشتمل بر تاریخ وفات

تبدلِ اربابِ حنی کعبہ اصحابِ دین	منظرِ فیضِ الہی صاحبِ علمِ یقین
حافظِ دینِ نبی اکمل امامِ امتین	مورِ وِ فضلِ گرامی آلِ ختمِ المرسلین
کاشفِ اسرارِ مطلق واقفِ علمِ یقین	محذراتِ اقدس بالشرافِ بالیقین
غوثِ اعظمِ عروۃ الوثقیٰ زربِ العالمین	قطبِ ارشادِ جہاں ہم معنی حقِ یقین
کاملِ عالی طریقہ ہدیٰ راہِ متین	بحرِ عرفانِ الہی مقصدِ مئی عارفین
راضی و مرضی حق بر ذاتِ شانِ اودین	ایں کرامتِ ہست از محبوبِ رب العالمین
نورِ بحیوں بر جنبشِ تافت از حق المبین	شد زمینِ نمیش روشن قلوبِ المؤمنین
کہے تو انمِ گفت مدحِ آن خلاصہ واصلین	ہست ذاتِ خواجہ باقی مرحمتِ اللعالمین
خواجگی اکمنہ شد مرشدِ آن شاہِ دین	لیکِ مشربِ آبلین وہم بہارِ آخرین
چون کمالش وصلِ انکم بود معنی و نشین	شد وصالِ غیب و آخرِ عمرِ اربعین
واں ز ہجرت بعدِ الفاشتا عشرِ بودہ	از وفاتِ قطبِ دو ران تکیہ گاہِ مسلمین
ہر کہ آید بر مزارِ شل ز سرِ صدقِ یقین	جا جلتش گرد و درواہم مقصدِ دنیا و دین
عاجز و عاصی بدرِ گاہش ہمی عایدِ حسین	تا بیا بد نظرِ رحمت ہم تجاتِ یومِ دین
بادنازلِ رحمتِ رضوانِ رب العالمین	بر محمد خواجہ باقی ز اولیائے مقبلین

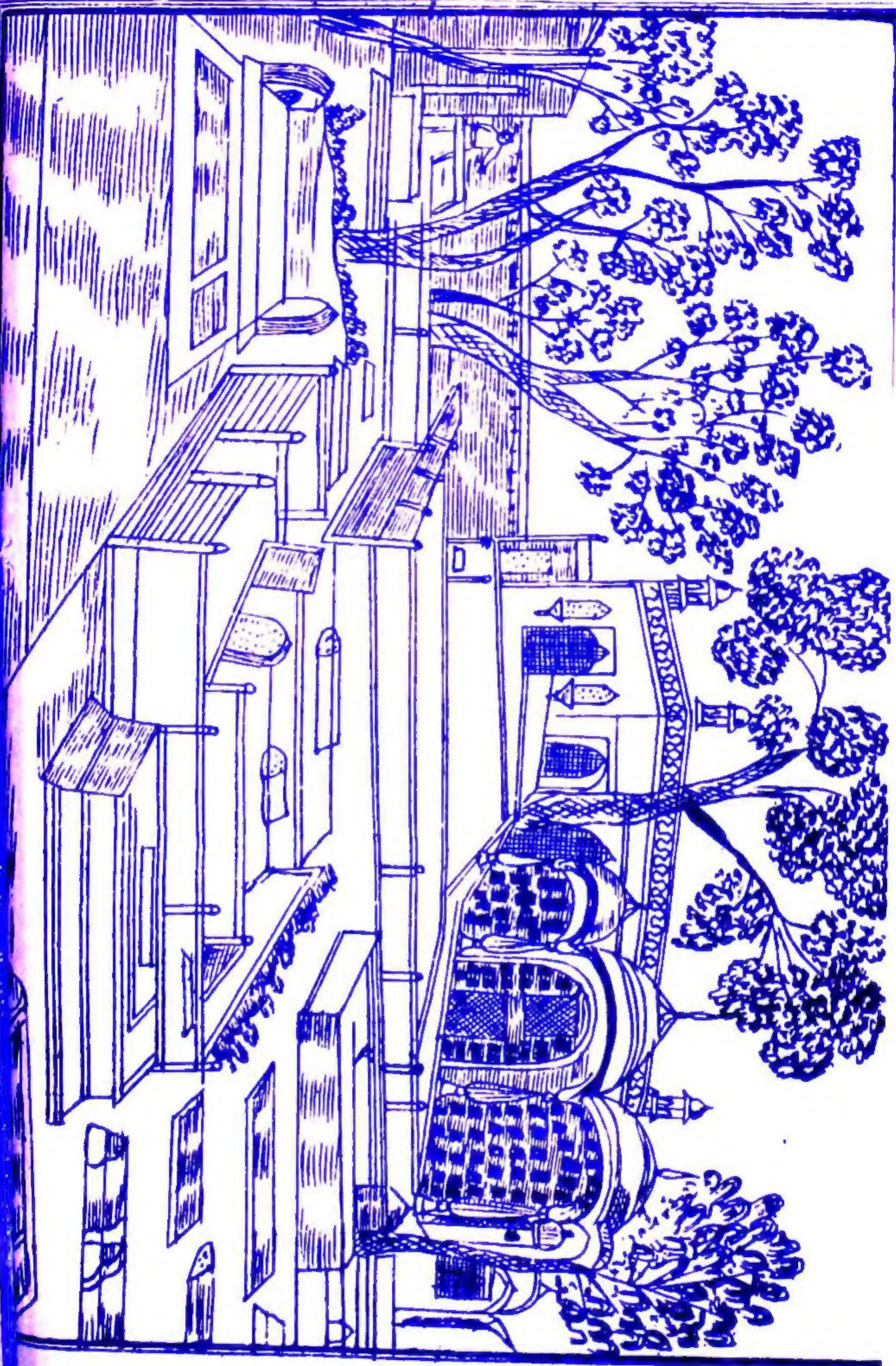
(۱) یہ قصیدہ احوال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مزار پر ثبت ہے اور رسید احمد خاں نے اپنی کتاب اشاد اللہ نادیدیں بھی اسے نقل کیا ہے (۲) آپ کی والدہ ماجدہ سادات تھیں اسلئے آل ختم المرسلین کہلا







نقشہ قدیم درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز



نقشہ قدیم درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز



نقشہ جدید درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ نور اللہ مرقدہ



شامل عرفانیاتِ باقیؒ







